

مفت سلسلہ اشاعت 118

لباس کی سنتیں اور آداب

اردو ترجمہ

كاشف التباس في استجاب اللباس

تالیف

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی

متوفی 1052ھ

مترجم

حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

خروج احادیثہ

محمد فرحان القادری الرضوی العطاری

حواشی علی الاحادیث

للامام أبی الفضل عبد الرحمن بن أبی بکر السیوطی (المتوفی 911ھ)

للعلمة أبی الحسن نور الدین السندی (المتوفی 1138ھ)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی

الناشر

كشف الالتباس
في استحباب اللباس

جملہ حقوق بحق ”دار احیاء العلوم“ محفوظ ہیں

کتاب	کشف الالتباس فی استجاب اللباس
تصنیف (فارسی)	شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ
تخریج احادیث	محمد فرحان قادری رضوی عطاری
تحقیق	حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ
حواشی احادیث	امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ متوفی ۹۱۱ھ
	امام ابوالحسن نور الدین سندھی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۳۸ھ

اردو ترجمہ	لباس کی سنتیں اور آداب
ترجمہ (اردو) و تخریج	حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ
تعداد	۲۰۰۰
مفت سلسلہ اشاعت	۱۱۸
اشاعت	دسمبر ۲۰۰۳ء، شوال ۱۴۲۴ھ

ابتدائیہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وأصحابه أجمعين
 زیر نظر کتابچہ ”جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان“ کے تحت شائع ہونے والے سلسلہ مفت
 اشاعت کی ۱۱۸ ویں کڑی ہے۔ لباس کی سنتوں اور مسائل پر شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ
 الرحمہ کا یہ رسالہ اپنی نوعیت کی منفرد تالیف ہے یہ مکتوب چونکہ فارسی میں ہے لہذا حضرت علامہ مولانا
 مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب نے اس کا اردو زبان میں ترجمہ فرمایا اور ساتھ ہی ساتھ اس کے حواشی میں
 شیخ صاحب کی شرح مشکوٰۃ ”اشعۃ اللمعات“ ہی سے اس پر تحقیق بھی لکھی نیز اصل فارسی مکتوب پر
 احادیث طیبہ کی تخریج بھی لگائی گئی ہے جس سے کتاب کا نکھار اور ابھر کر سامنے آ گیا اور علماء و عوام
 سب کے لئے مفید ہو سکی۔ امید ہے کہ حسب سابق ہماری یہ کاوش پر قارئین کرام کے ذوق پر پورا
 اُترے گی۔

اداریہ

چند ماہ قبل دار احیاء العلوم، کراچی کی جانب سے یہ عظیم کتابچہ (جو اس وقت آپ کے پیش نظر ہے) عرصہ دراز کے بعد منظر عام پر آیا۔ مصنف اور موضوع کے حوالے سے بھی یہ ایک غیر معمولی ذخیرہ ہے۔ اراکین دار احیاء العلوم، صد ہا مبارک باد کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے محنت شاقہ کے ساتھ اس کتابچہ کو عصری تقاضوں کے تحت شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے حوصلوں کو مزید بلندی عطا فرمائے اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے آمین۔

ہم دار احیاء العلوم، کراچی کے بے حد مشکور ہے جنہوں نے اس کتاب کو مفت شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ساتھ ساتھ ادارہ، اس کتاب کو ہمارے شعبہ درس نظامی کے دیرینہ ساتھی محمد جاوید شفیق علیہ الرحمہ (جو چند ماہ قبل) حادثہ کا شکار ہوئے اور جام شہادت نوش فرمایا) سے منسوب کرتے ہیں۔ مرحوم ایک نوجوان عالم دین تھے، ابتدائی تعلیم نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی میں مولانا محمد عثمان برکاتی اور مولانا محمد امان اللہ اختر سے اور بقیہ تحصیل دار العلوم امجدیہ، کراچی سے کی، اور شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل قادری رضوی سے سند حدیث حاصل کی۔ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ وقادریہ میں حضرت قبلہ مفتی قاضی محمد احمد نعیمی کے تالیما محترم حضرت پیر طریقت ولی کامل عارف باللہ قطب الارشاد الحاج الہی بخش نقشبندی قادری علیہ الرحمہ جن کا مزار پر انوار گلشن الہی بخش، تحصیل شاہ بندر، ضلع ٹھٹھہ میں ہے، سے بیعت تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ و ارفع مقام عطاء فرمائے اور ہمیں ان کا نعم البدل عطاء فرمائے۔ (آمین)

ادارہ: جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۵	تحسین از شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ	۱
۶	اظہار مسرت از حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ	۲
۷	”کچھ مولف کے بارے میں“ از علامہ محمد مختار اشرفی مدظلہ	۳
۹	پیش لفظ از علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ	۴
۱۱	خطبہ مولف	۵
۱۱	آداب لباس کا بیان	۶
۱۳	عمامہ شریف کا بیان	۷
۱۵	شملہ کا بیان	۸
۱۵	شملہ کی اقسام	۹
۱۷	ٹوپی کا بیان	۱۰
۱۷	عمامہ باندھنے کا طریقہ	۱۱
۱۷	قمیص کا بیان	۱۲
۱۹	گریبان کا بیان	۱۳
۲۰	قمیص وغیرہ پہننے کا طریقہ	۱۴
۲۰	رداء و چادر کا بیان	۱۵
۲۱	قباء کا بیان	۱۶
۲۲	قمیص کی جیب کا بیان	۱۷
۲۲	خرقہ و فرجی کا بیان	۱۸
۲۳	إزار کا بیان	۱۹
۲۶	آستین کا بیان	۲۰
۲۶	ریشمی لباس کا حکم	۲۱
۲۸	معصفر و مزعفر لباس	۲۲
۲۹	سُرخ لباس	۲۳
۲۹	موزہ کا بیان	۲۴
۳۰	نعل کا بیان	۲۵
۳۱	نگے پاؤں چلنے کا بیان	۲۶
۳۱	کمر بند باندھنے کا بیان	۲۷
۳۱	نیا کپڑا کاٹنا اور نیا لباس پہننا	۲۸

تَحْسِين

(از شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ)

مہتمم دار العلوم أنوار المجددية النعیمیة

(محلہ غریب آباد ملیر، کراچی)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم أما بعد حضرت مُحَقِّق عَلٰی
الْاُطْلَاق شیخ مُحَقِّق شاہ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ (رحمہ اللہ تعالیٰ) کا یہ رسالہ
آدابِ لباس کے بیان میں بے مثل و بے نظیر ہے۔ چونکہ یہ فارسی رسالہ ایک عرصہ سے طبع
نہیں ہو رہا تھا اور نہ ہی اس کا ترجمہ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب (علیہ
الصلوٰۃ والسلام) کے صدقے علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی اور ان کے شاگرد رشید
محمد رفحان قادری زید علمہما کو توفیق بخشی کہ انہوں نے اس تالیفِ لطیف کا ترجمہ اور حاشیہ
تحریر کیا اور اس میں مذکورہ احادیث مبارکہ کی تخریج لگائی۔

میں نے مترجم کے ترجمہ کو بغور لفظ بلفظ پڑھا۔ الحمد للہ مترجم نے رسالہ ہذا کا
ترجمہ انتہائی احسن انداز میں فرمایا ہے اور مؤلف و مصنف کی ترجمانی کا حق ادا کرنے کی
بھرپور کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ انکے علم و عمل میں مزید ترقیاں عطا فرمائے اور اپنی طرف سے
توفیق رفیق اور دن و گنی اور رات چوگنی ترقی و ترقی عطا فرمائے۔

(امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ اجمعین وسلم)

(الفقیہ محمد (أحمد النعیمی) غفرلہ

اظہار مسرت

(از حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رضوی مدظلہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

زیر نظر کتاب، برصغیر کے عظیم محدث، شیخ محقق حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”کشف الالتباس فی استحباب اللباس“ ہے جسے فاضل نوجوان حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی زید علمہ نے فارسی سے سلیس اردو زبان میں منتقل کیا ہے۔ صرف ترجمہ ہی نہیں بلکہ جہاں ضروری سمجھا حاشیہ میں اسکی وضاحت بھی کی ہے، اور موصوف نے کمال یہ کیا ہے کہ حاشیہ میں بھی شیخ محقق ہی کی ”أشعة اللمعات فی شرح مشکوٰۃ“ سے عبارات نقل کی ہیں، جس سے کسی موقع پر قاری کو حاشیہ پڑھتے وقت یہ محسوس نہیں ہوگا کہ حاشیہ میں جو عبارت ہے وہ مترجم کی اپنی رائے ہے بلکہ وہ بھی بعینہ مصنف ہی کی عبارت ہے۔ مترجم موصوف نے اس کتاب کا ترجمہ فرما کر قارئین خصوصاً اردو خواں حضرات کو حضرت شیخ محقق کی تصنیف سے مستفیض ہونے کا موقع فراہم کیا ہے اور ان کے ترجمہ کرنے سے ایک نایاب کتاب حواشی اور تخریج کے ساتھ منظر عام پر آجائے گی یقیناً یہ مترجم موصوف کا ایک کارنامہ ہے۔

فقیر نے اس سے قبل فاضل مترجم کے طلاق سے متعلق مجموعہ فتاویٰ ”طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم“ کا مطالعہ بھی کیا ہے ماشاء اللہ بہت خوب لکھا ہے اور بڑی محنت کی ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ ترجمہ عوام اور خواص دونوں کے لئے مفید ثابت ہوگا، دعا ہے کہ مولیٰ کریم مترجم موصوف کی اس سعی کو قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔

(فقیر سید شاہ تراب الحق قادری)

امیر جماعت اہلسنت پاکستان کراچی

کچھ مؤلف کے بارے میں

مختصر تعارف شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ

(از حضرت علامہ محمد مختار اشرفی مدظلہ)

مدرس شعبہ درس نظامی ورکن مجلس شوریٰ جمعیت اشاعت الہدایت (پاکستان)

الحمد لله الذي هدانا لهذا الصراط المستقيم والصلاة والسلام على من كان نبيا وآدم بين الماء والطين
 شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا شمار برصغیر کے ان علماء کی فہرست میں
 ہوتا ہے جنہوں نے علم حدیث کی اشاعت میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ کے والد شیخ
 سیف الدین سلسلہ قادریہ کے صوفی بزرگ تھے جو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے استاد بھی تھے۔
 شیخ صاحب دن کا زیادہ حصہ کتابیں نقل کرنے اور رات مطالعہ میں گزارتے تھے۔ اس دور میں کہ
 جب اکبر بادشاہ حکومت پر متمکن ہوا اور خوشامدی علماء ابو الفضل اور فیض جیسے لوگ اس کے ہمراہ
 ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الرحمہ کی حفاظت شیخ موسیٰ ملتانی کے ذریعہ فرمائی جن کے آپ مرید
 ہو چکے تھے اور وہ دربار اکبری میں بھی باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ ۱۵۸۸ء میں آپ نے حج
 بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ حجاز مقدس سے آپ علم حدیث اور عشق رسول ﷺ سے سرشار ہو کر
 آئے تھے۔ اور آپ نے ترویج حدیث کو اپنا مقصد حیات بنایا اور محدث کے لقب سے مشہور
 ہوئے۔

آپ کی کتابوں کی تعداد چالیس (۴۰) سے زائد بتائی جاتی ہے، جن میں مشہور ”اخبار
 الاخیار“ ہے جس میں اولیائے برصغیر کا تعارف و تذکرہ پیش کیا ہے، نیز ”مدارج النبوۃ“ جس میں
 نبوت کی فضیلت کے ساتھ عشق رسول ﷺ کو قرب الہی کا ذریعہ بتایا ہے۔ اس کے علاوہ
 ”المکاتیب والرسائل“، ”تاریخ مدینہ“ المعروف ”جذب القلوب فی دیار المحبوب“۔
 ان کے علاوہ غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی کتاب ”غنیۃ الطالبین“ کا فارسی ترجمہ کیا

جس میں ۳۷ فرقوں کے متعلق بتایا ہے۔ اور تصوف کے موضوع پر فارسی زبان میں ایک کتاب ”مجمع البحرین“ کے نام سے تصنیف فرمائی۔

۱۵۹۹ء میں آپ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت و خلافت سے سرفراز ہوئے اور رشد و ہدایت کی اجازت بھی فرمائی۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کے وصال کے بعد حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی علیہ الرحمہ کے بہت قریب رہے اور تصوف کے معاملات پر دونوں حضرات کی خط و کتابت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ پھر حضرت نے لاہور کے شیخ ابوالعالی قادری علیہ الرحمہ سے سلسلہ بیعت و خلافت قائم کیا۔ شیخ ابوالعالی کی تالیفات میں سے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب ”فتوح الغیب“ کی شرح بھی شامل ہے۔

شیخ صاحب کی مشہور کتاب ”أشعة اللمعات“ جو کہ فارسی میں مشکوٰۃ شریف کی شرح ہے، اس میں آپ نے دیباچہ میں علم حدیث کا جائزہ بھی لیا اور مختلف اقسام پر مفید بحث فرمائی۔ نیز آپ نے مشکوٰۃ شریف ہی کی عربی شرح بنام ”لمعات التنقیح“ بھی کی۔

آپ کا وصال ۹۴ برس کی عمر میں ۱۶۴۲ء میں اس وقت ہوا جب شاہجہاں کے عہد حکومت کو سولہ سال گزر چکے تھے۔ اس طرح آپ کا تعلق تین مغل حکمرانوں اکبر، جہانگیر اور شاہجہاں کے ادوار سے رہا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے مزار پر انوار پر کروڑ ہا کروڑ رحمت و رضوان کی بارشیں نازل فرمائے اور ہمیں آپ کی تصانیف سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

پیش لفظ

(از حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ)

رئیس دارالافتاء: جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

مترجم

كُشِفَ الْإِلْتِبَاسِ فِي اسْتِحْبَابِ اللَّبَاسِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وأصحابه وأزواجه وذريته وأهل بيته وعلماء أمته وصلحاء ملتة أجمعين أما بعد

گذشتہ دنوں بعض احباب نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے فارسی مکتوب موسوم بہ ”كشف الالتباس في استحباب اللباس“ کا اردو زبان میں ترجمہ کروں تاکہ نافع ہر خاص و عام ہو، کیونکہ شیخ علیہ الرحمہ نے سنن لباس کا اپنی علمی فراست کی بدولت جس نفاست اور اختصار سے احاطہ فرمایا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی اور برادرِ مہجناب محمد فرحان قادری نے ہمت کی اور اس رسالہ میں مذکورہ احادیث کی تخریج کر کے رسالہ مجھے دیا اور کہا کہ ایک عرصہ سے یہ فارسی رسالہ طبع نہیں ہو رہا اور نہ ہی اس کا اردو ترجمہ دستیاب ہے، اس لئے اس رسالہ کی تخریج و تحقیق بمعاہ اردو ترجمہ وحاشیہ، اشاعت ضروری ہے۔ لہذا بندہ ناچیز نے ان احباب کے پُر خلوص مشورے پر عمل کرتے ہوئے شیخ علیہ الرحمہ کے اس رسالہ کے ترجمہ کی سعی کی اور سیدی و سندی و استاذی شیخ الحدیث مفتی محمد احمد نعیمی صاحب مدظلہ نے شفقت فرماتے ہوئے ترجمہ کی تصحیح فرمائی، اللہ تعالیٰ کی جناب میں التجاء ہے کہ وہ میری اور میرے احباب کی اس سعی کو اپنے محبوب ﷺ کے صدقہ و طفیل قبول فرمائے، لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بروز قیامت اسے ہماری مغفرت کا ذریعہ بنا دے۔

محمد عطاء اللہ نعیمی عفی عنہ

(آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

لباس کی سنٹیں اور آداب

اردو ترجمہ

كَشْفُ الْإِلْتِبَاسِ فِي اسْتِحْبَابِ اللَّبَاسِ

(۳۸۹)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ مؤلف:

اللہ کی حمد و ستائش اور پھر رسالت پناہ کی نعت و تحیت کے بعد (عرض ہے) کہ یہ مختصر رسالہ حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ و أصحابہ و تابعیہ و تابعیہ الی یوم الحشر والنشر کے آداب لباس کے بیان میں ہے۔

اہم غرض و مقصد یہ ہے کہ اس دستور فائز النور (یعنی سنت نبوی سے) حصہ تام اور فیض عام مسلمانوں اور مومنوں کو پہنچے اور وہ لباس کہ جس کی وضع و قطع اور پہننا غیر مسنون ہے اور بد مذہبوں اور گمراہوں کا شعار ہے اس سے باز رہیں اور سنت کی اتباع سے حصہ پا کر اس سے پرہیز کریں اور ثواب جمیل اور اجر جزیل پر فائز ہوں اور اس سے برکت حاصل کریں اور فقیر حقیر عبد الحق بن سیف الدین دہلوی بخاری کو دعائے خیر میں یاد کرتے رہیں اور فاتحہ کی خوشبو کے ساتھ خوشبودار گردائیں (یعنی فاتحہ کا ثواب بخشیں) باللہ التوفیق۔

آداب لباس کا بیان:

جان لو کہ کہ لباس مصدر ہے بمعنی ملبوس (یعنی پوشاک) کے جیسا کہ کتاب بمعنی مکتوب اور لباس کا نام دستار، پیرا، ہن، جبہ، ٹوپی، چادر و ازار وغیرہ اور جو کچھ پہننے میں آئے سب کو شامل ہے پس مسلمانوں پر مخفی نہ رہے کہ سید الانبیاء و سید الاصفیاء علیہ السلام کا مبارک لباس ۱۔ "انما لباس جس سے ستر عورت ہو جائے اور گرمی و سردی کی تکلیف سے بچے فرض ہے" (بہار شریعت، حصہ ۱۶) (لباس کا بیان)

۲۔ اور یہ باب علم یتعلم سے ہے جو التباس کے معنی میں ہے وہ باب ضرب یتضرب سے آتا ہے پہلے کا مصدر لیس لام کے پیش کے ساتھ ہے اور دوسرے کا مصدر لیس لام کی زبر کے ساتھ ہے۔ (أشعة اللمعات)

اکثر سفید کپڑے کا ہوتا اور سفید کو بہت پسند فرمایا کرتے چنانچہ حدیث شریف میں ہے: قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: "عَلَيْكُمْ بِالْبَيَاضِ مِنَ الثِّيَابِ لِيَلْبَسَهَا أَحْيَاكُمْ وَكَفَيْنَا فِيهَا أَمْوَاتَكُمْ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ"۔ (یعنی، نبی ﷺ نے فرمایا: کپڑوں میں سے سفید کو اختیار کرو تاکہ اسے تمہارے زندہ بھی پہنیں اور اپنے مَرَدوں کو اس میں کفن دو، کیونکہ وہ تمہارے کپڑوں میں سے بہترین کپڑے ہیں)۔

اور فرمایا: "الْبَسُوا الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ وَكَفَيْنَا فِيهَا مَوْتَانَكُمْ" (یعنی، سفید (لباس) پہنو کیونکہ وہ بہت پاکیزہ بہت صاف اور بہت اچھا ہے اور اسی میں اپنے مَرَدوں کو کفن دو)۔

اور فقیر ابو الیث کی کتاب "بستان" میں ہے کہ سفید اور سبز مستحب ہے اور "شرعۃ الاسلام" میں ہے رنگوں میں پسندیدہ (یعنی مستحب) رنگ سفید ہے اور سبز رنگ جینائی کو زیادہ کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے سبز چادر زیب تن فرمائی ہے اور سبز رنگ تسبیحناست ہے اور مرد کپڑوں میں سرخ و پیلے رنگ سے اجتناب کریں اور "ملقط" میں ہے کہ سیاہ رنگ پہنناست نہیں ہے اور نہ ہی اس رنگ کے پہننے میں کوئی فضیلت ہے بلکہ کراہت ہے کیونکہ یہ ایسی بدعت ہے جو رسول اللہ ﷺ کے (وصال یا کمال کے) بعد پیدا ہوئی اور "روضۃ العلماء" میں ہے کہ بے شک امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا سیاہ رنگ پہننا جائز نہیں ہے کیونکہ آپ کے زمانہ میں لوگ یہ رنگ نہیں پہنا کرتے تھے اور اسے عیب شمار کرتے تھے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (سیاہ رنگ پہننا) جائز ہے کیونکہ ان کے زمانے میں لوگ سیاہ رنگ پہننے اور اس پر فخر کرتے اور زیادہ پاکیزہ اس لئے کہ وہ بہت جلد میلے ہو جاتے ہیں اسی لئے زیادہ دھوئے جاتے ہیں برخلاف رنگ دار کپڑوں کے، کہ وہ میل خورے ہوتے ہیں اس لئے دیر سے دھوئے جاتے ہیں اور اچھے اس لئے کہ طبیعت سلبدہ (یعنی اچھی طبیعت) ان کی طرف میلان کرتی ہے۔ (أشعة الممعات، کتاب اللباس، الفصل الثانی)

۴ علامہ شامی متوفی ۱۲۵۲ھ "رد المحتار" کے کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی اللبس میں لکھتے ہیں "سفید رنگ مستحب ہے"۔

۵ علامہ شامی متوفی ۱۲۵۲ھ "رد المحتار" کے کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی اللبس میں نقل کرتے ہیں "اور سبز رنگ پہنناست ہے جیسا کہ "شرعۃ الاسلام" میں ہے"۔

”کنز“ میں ہے سیاہ رنگ پہننا مستحب ہے۔

عمامہ شریف کا بیان:

اور ”شرع الاسلام“ میں ہے کہ نبی ﷺ نے سیاہ عمامہ زیب سرفرامایا اور اس کا شملہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان میں لٹکایا۔ پس عمامہ باندھنے میں سنت یہ ہے کہ سفید ہو جس میں دوسرے کسی رنگ کی آمیزش نہ ہو اور آنحضرت ﷺ کی دستار مبارک اکثر اوقات سفید پہنا کرتی اور کبھی سیاہ پہنا اور کبھی سبز پہنا مگر بعض علماء نے فرمایا ہے کہ بوقت غزوہ و جنگ آپ ﷺ کے سر پہ حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن الزہری از متوفی ۸۲۷ھ ”فتاویٰ بوازیہ“ کے کتاب الکراہیۃ، الفصل السابع فی اللبس میں لکھتے ہیں ”سیاہ رنگ پہننا مستحب ہے“

۲۔ محرم کے دنوں میں مشابہت سے بچنے کے لئے سبز اور سیاہ رنگ کے کپڑے پہننے سے اجتناب لازم ہے (بہار شریعت) ۳۔ امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت نقل کرتے ہیں عن سلیمان بن ابی عبد اللہ، قال: أدرکت المهاجرین الأولین یعمتون بعمائم کرابیس سود و بیض و حمر و خضر و صفر الخ۔ یعنی سلیمان بن ابی عبد اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے پہلے مہاجرین صحابہ کرام کو سوتی سیاہ، سفید، سرخ، سبز اور پیلے رنگ کے عمامے باندھتے پایا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب (۱۸) اللباس والزینۃ، باب (۴۴) من کان یعم بکور واحد، الحدیث: ۲۴۹۷۷)

۴۔ امام ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایات نقل کرتے ہیں: عن جابر، قال: دخل النبی ﷺ مکة يوم الفتح وعلیه عمامة سوداء، یعنی نبی ﷺ فتح مکہ کے دن اس حال میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کہ آپ کے سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا۔ اور حضرت جعفر بن عمر بن حرث اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں قال: رأیت علی رأس رسول اللہ ﷺ عمامة سوداء، یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ دیکھا، انھیں سے ایک اور روایت ہے کہ أن النبی ﷺ خطب الناس وعلیه عمامة سوداء، یعنی نبی ﷺ لوگوں سے خطاب فرمایا حالانکہ آپ پر سیاہ عمامہ تھا۔ (الشمال المحمدیة والخصائل المصطفویة ﷺ، للترمذی باب (۱۷))

۵۔ اسی طرح شیخ محقق نے اپنی کتاب ”ضیاء القلوب فی لباس المحبوب“ میں لکھا ہے، نیز ”ضیاء القلوب“ ہی میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: بہترین لباس سفید ہے اور عمامہ میں سیاہ و سبز رنگ اور پاجامہ سبز رنگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک سب سے محبوب رنگ ہے چنانچہ مثلاً علی قاری ”مرقاۃ“ شرح مشکوٰۃ شریف میں لکھتے ہیں وقد ورد کان أحب الألوان إلیه الخضرة۔ یعنی تحقیق حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے پسندیدہ رنگ سبز تھا۔ تفسیر خازن، ورة انفال میں ہے کان سیما الملائكة يوم بدر عمام بیض و یوم حنین عمام خضر۔ یعنی یوم بدر فرشتوں کی نشانی سفید عمامے اور حنین کے دن سبز عمامے تھی۔ =

اتور پر سیاہ عمامہ ہوتا تھا اور بعض علماء نے فرمایا ہے ٹود (لوہی ٹوپی جو جنگ میں پہنی جاتی ہے) کے سبب دستار مبارک کا رنگ سیاہ اور تیرہ ہو گیا تھا ورنہ وہ دستار مبارک سفید تھی مگر ثابت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی کبھار سیاہ عمامہ باندھا ہے۔ اور کہا گیا ہے رسول اللہ ﷺ کا خانگی (یعنی گھر میں باندھنے کا) عمامہ سات یا آٹھ گز ہوتا اور پنجگانہ نمازوں کے وقت بارہ گز اور عید کے روز چودہ گز اور جنگ و حرب کے وقت پندرہ گز اور متاخرین علمائے کرام نے فرمایا کہ وقار و مرتبہ اور بزرگی کی وجہ سے بادشاہ، قاضی، مفتی، فقیر، مشائخ اور غازی گواکٹیس (۳۷) گز (یعنی ہاتھ) تک عمامہ باندھنا جائز ہے۔ عمامہ باندھنے میں سنت یہ ہے کہ عمامہ لمبا ہو نہ کہ چوڑا اور عمامہ کا عرض آدھا ہاتھ ہو نہ یا تھوڑا کم یا زیادہ اس کی بیشی میں کوئی حرج نہیں اور اس کی کم سے کم لمبائی سات گز ہو، ایسے گز سے جو چوبیس انگل کا ہوتا ہے کہ چھ مٹھیاں بنتی ہیں اور یہ کہ عمامہ باطہارت باندھے اور قبلہ زو کو کھڑا ہو کر باندھے اور جب بھی کھولے تو بیچ بیچ کر کے کھولے یکبارگی نہ اتارے بلکہ جیسے

= اور شیخ محقق اپنی کتاب "مدارج النبوة" ہی میں لکھتے ہیں: جبرائیل علیہ السلام روز بدر پانچ سو فرشتوں کے ساتھ اور میکائیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ انسانی شکل و صورت میں اہل گھوڑوں پر سوار اترے اس وقت ان کے جسموں پر سفید لباس اور ان کے سروں پر سفید عمامے تھے اور دو وحشیں ہر عمامے تھے۔ الخ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ روز بدر فرشتوں کی پیشانیوں پر سفید عمامے اور دو وحشیں ہر عمامے تھے۔ الخ۔ شیخ الحدیث والشیخ مفتی محمد فیض احمد اہلبی رضوی مدظلہ لکھتے ہیں: "ہر رنگ کا لباس حضور خواجه کو مین ﷺ کے لباس میں داخل اور ایسا لباس ملائکہ کرام و اہل جنت کا لباس ہے اور ہر عمامے باندھنا ملائکہ کی سنت مبارک ہے لہذا اس رنگ میں لباس پہننے اور ہر عمامے استعمال کرنے میں محبوب خدا ﷺ، ملائکہ کرام اور اہل جنت کے ساتھ مشابہت و موافقت ہوگی جو کہ محمود و مسعود اور باعث رحمت و برکت اور موجب شرف و عظمت ہے" (ہر عمامہ کا جواز ص ۱۸) مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ متوفی ۱۴۱۳ھ اپنے دور میں ہر عمامے کو قادیانیوں کی "دیندارانچمن" کی مشابہت کی وجہ سے منع فرماتے تھے۔ لیکن اب اس انچمن کا وجود مفقود اور اہلسنت میں بہت زیادہ رائج ہو جانے کی وجہ سے یہ حکم باقی نہ رہا (مترجم غفرلہ) ۱۔ چنانچہ کتب احادیث میں نبی ﷺ کے سیاہ عمامہ باندھنے کا ذکر موجود ہے۔ جیسا کہ گذشتہ صفحہ پر بیان گزرا۔ ۲۔ اس گز سے مراد شرعی گز ہے جو چوبیس (۲۴) انگلیاں ہوتا ہے نہ کہ انگریزی گز جو چھتیس (۳۶) انگلی کا ہوتا ہے۔ ۳۔ آدھا ہاتھ سے مراد ہے نصف شرعی گز یعنی بارہ انگلیاں۔

۴۔ اسی طرح "فتاویٰ ازازیہ" کتاب الکراہیۃ الفصل السابع فی اللباس میں ہے۔

لباس کی سنتیں اور آداب

باندھنے میں بیچ پر بیچ دیا تھا اسی طریقے سے کھولے، عمامہ باندھنے کے بعد آئینہ یا پانی یا اس کی مثل کسی (عکس دار) چیز میں دیکھ کر اس کو درست کرے اور عمامہ شملہ کے ساتھ باندھ ہے۔

۳۸۹)

شملہ کا بیان:

اور شملہ میں اختلاف ہے اکثر اوقات شملہ آنحضرت ﷺ کی پشت مبارک کی جانب ہوتا اور کبھی کبھار دائیں جانب، اور بائیں جانب شملہ رکھنا بدعت (یعنی غیر منسوخ) ہے اور شملہ کی کم از کم مقدار چار انگلیاں ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ اور اتنی لمبائی جو کمر سے تجاوز کر جائے بدعت ہے اور شملہ لٹکانے کو نماز کے وقت کے ساتھ خاص کرنا بھی سنت کے موافق نہیں اور شملہ لٹکانا مستحب ہے اور سُننِ زوائد سے ہے اور اس کے ترک کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگرچہ اس کے لٹکانے میں ثواب و فضیلت زیادہ ہے اور ”البروضۃ“ میں ہے عمامہ کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکانا مستحب ہے۔ اور شملہ بچھلی جانب لٹکانا مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ عمامہ کا شملہ کبھی لٹکایا کرتے اور کبھی نہیں اور فقہاء کے پاس شملہ کے لٹکانے کی قیاسی دلیلیں بہت ہیں اور وہ شملہ لٹکانے کو سنت مؤکدہ سمجھتے ہیں اور بعض بائیں جانب کو لٹکانا مناسب جانتے ہیں مگر اس کی سند قوی و معتبر نہیں ہے اگرچہ بعض علماء نے اس باب میں اس کی دلیلیں لکھی ہیں۔ اور متاخرین علماء پُجَالِ زمانہ کے طعن و تمسخر کی بنا پر سوائے چنگانہ نمازوں کے شملہ لٹکانے کو بھی مستحب نہیں جانتے اور ”قاوئِ حجت“ اور ”جامع“ میں لکھا ہے کہ ترکِ شملہ گناہ ہے^۱ اور شملہ کے ساتھ دو رکعت (نماز پڑھنا) شملہ کے بغیر ستر (۷۰) رکعات (نماز پڑھنے) سے افضل ہے۔

شملہ کی اقسام:

اور شملہ کی چھ اقسام ہیں قاضی کے لئے پینتیس (۳۵) انگل اور خطیب کے لئے اکیس (۲۱) اور عالم کے لئے ستائیس (۲۷) اور طالب علم کے لئے سترہ (۱۷) اور صوفی کے لئے ۱۔ صدر الشریعہ محمد امجد علی متوفی ۱۳۶ھ لکھتے ہیں ”بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے یہ سنت کے خلاف ہے اور بعض شملہ کو اوپر لا کر عمامہ میں گھسیو دیتے ہیں یہ بھی نہ چاہئے خصوصاً حالتِ نماز میں ایسا ہے تو نماز مکروہ ہوگی“ (بہارِ شریعت، حصہ (۱۶)، عمامہ کا بیان)

سات (۷) اور عام آدمی کے لئے چار (۴) انگل۔

اور عمامہ بیٹھ کر نہ باندھے اور از ار کھڑے ہو کر نہ پہنے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے
 قَالَ ﷺ: "مَنْ تَعَمَّمَ قَاعِدًا أَوْ تَسْرَوْنَ قَائِمًا ابْتَلَاهُ اللَّهُ تَعَالَى بِلَبَّاءٍ لَا دَوَاءَ لَهُ" (یعنی،
 حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے بیٹھ کر عمامہ باندھا یا کھڑے ہو کر سراویل (یعنی پاجامہ یا شلوار)
 پہنی تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی مصیبت میں مبتلا فرمائے گا جس کی کوئی دوا نہیں (اور اگر معذور ہو تو
 جائز ہے)۔

اور بعض معتبر کتب میں لکھا ہے کہ کوئی شخص اکثر اوقات اپنے آپ کو سیاہ یا سبز لباس
 میں مشہور نہ کرے کہ مکروہ و ممنوع ہے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول
 اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ لَبَسَ ثَوْبَ شَهْرَةٍ فِي الثُّنْيَا لَبَسَهُ اللَّهُ ثَوْبَ مُذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ"،
 (یعنی، جس نے دنیا میں شہرت کا کپڑا پہنا، بروز قیامت اللہ تعالیٰ اسے ذلت کا کپڑا پہنائے
 گا) اور اگر کبھی کبھار ہو تو منع نہیں۔

اور بہترین لباس سفید ہے اور عمامہ میں سیاہ و سبز رنگ (باندھنا)، اور پاجامہ
 (یا شلوار) اور پیراہن (پہن کر)، اور سیاہ و سبز چادر اوڑھ کر بادشاہوں اور مالداروں کے گھر نہ
 جائے کہ ممنوع ہے۔

۱۔ یعنی جو شخص تکبر و بڑائی کے ارادے سے قیمتی کپڑا پہن کر چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو اس کے ذریعے لوگوں میں
 مَنَزَّز و مشہور بنائے (أشعة اللمعات، کتاب اللباس، الفصل الثانی)

۲۔ جس کے ذریعے سے اسے ذلیل و رسوا کرے گا۔ ہو سکتا ہے کہ ثوب مذللہ میں اضافت بیان ہو یعنی اسے بے
 عزتی اور ذلت کا حامل بنائے گا اور لوگوں کی نظر میں خوار و فقیر بنائے گا، بعض شارحین نے فرمایا شہرت کے کپڑے
 سے مراد وہ بعض حرام کپڑے ہیں جن کا پہننا جائز نہیں ہے، بعض نے فرمایا وہ کپڑے مراد ہیں جو تکبر و بڑائی، فقراء
 کی تذلیل اور ان کے دل توڑنے کے لئے پہنے جائیں یا زہد و پاکدامنی کے اظہار کے لئے پہنے جائیں، بعض نے
 فرمایا وہ اعمال مراد ہیں جو ریاکاری اور اپنے آپ کو مشہور کرنے کے لئے کئے جائیں انہوں نے کہا کہ کپڑے کا
 اطلاق عمل پر عام ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پہلا مطلب زیادہ ظاہر اور سابق حدیث کے زیادہ مناسب ہے

ٹوپی کا بیان:

ٹوپی کی دو قسمیں ہیں ایک لاطیہ دوسری ناشرہ، لاطیہ اُسے کہتے ہیں جو سر کے ساتھ متصل ہو، آنحضرت ﷺ نے اسے بھی اپنے سر مبارک پر رکھا ہے اور ناشرہ اُسے کہتے ہیں جو سر کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ اوپر کواٹھی ہوئی ہو اور وہ سیاہ طاقیہ (ٹوپی کی ایک قسم) ہے اور رسول خدا ﷺ نے اسے بہت کم اپنے سر مبارک پر رکھا ہے اور بعض مشائخ اسے پہنتے ہیں یہ جائز ہے، آنحضرت ﷺ کی ٹوپی لاطیہ ہوتی جو کہ عمامے کے نیچے پہنتے تھے اور کبھی عمامہ بغیر لاطیہ کے باندھتے تھے۔

عمامہ باندھنے کا طریقہ:

اور آنحضرت ﷺ کا عمامہ باندھنا گول حلقہ ہوتا گنبد نما (یعنی عمامہ کی شکل گنبد نما ہوتی) چنانچہ علماء و شرفاء عرب عمامہ اسی طریقہ پر باندھتے ہیں۔

قیص کا بیان:

آنحضرت ﷺ اکثر قیص زیب تن فرمایا کرتے تلو رکبھی سرخ حُلّے (پوشاک) اور حُلّے علامہ ابوالشیخ صفہانی نے اپنی کتاب ”اخلاق النبی ﷺ“ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی کہ حضور ﷺ کے پاس تین قسم کی ٹوپیاں تھیں، ایک سفید روئی کے استروالی، ایک منقش یعنی چادر کی ٹوپی اور ایک کانوں والی ٹوپی جسے آپ سفر میں پہنا کرتے تھے اور نقل کرتے ہیں کہ حریر بن عثمان کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن بسر سے ملا اور ان سے حدیث بیان کرنے کی درخواست کی، تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس تین قسم کی ٹوپیاں دیکھی ہیں، یعنی ٹوپی، کانوں والی ٹوپی اور سر سے لگی ہوئی ٹوپی (دکر قلنسوۃ ﷺ) شیخ محقق علیہ الرحمہ کی اس عبارت سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی ﷺ بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھتے تھے بلکہ آپ نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ کبھی عمامہ بغیر لاطیہ کے باندھتے تھے نہ کہ یہ فرمایا کہ حضور ﷺ کبھی عمامہ بغیر ٹوپی کے باندھتے کیونکہ ”بغیر لاطیہ“ کا لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ ٹوپی تو ہوتی مگر وہ لاطیہ نہیں ہوتی تھی۔

ح حدیث شریف میں ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ترین لباس قیص تھا، اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی سنن: ۴۰۲۵، امام ترمذی نے اپنی جامع: ۱۷۶۳، اور امام خطیب تبریزی نے ”مشکوۃ المصابیح“ کے کتاب اللباس، الفصل الثانی میں نقل فرمایا ہے۔ کیونکہ قیص نبی اکرم ﷺ کو زیادہ پسند تھی اس لئے کہ اس میں کوئی حکمتیں، اسرار و انوار ہوں گے جو دوسرے کپڑوں میں نہیں ہوں گے، جیسے کہ دوسرے مستحبات کا بھی یہی حکم ہے۔ (أشعة اللمعات، کتاب اللباس، الفصل الثانی)

پہننے کے دو کپڑوں سے عبارت ہے اور سرخ سے مراد یہ ہے کہ اس میں سرخ لکیریں ہوں نہ کہ وہ خالص سرخ ہو کیونکہ خالص سُرخی منوع ہے جسے جلانے کا حکم فرمایا ہے اور فرمایا "إِنَّ هَذَا لِبَاسُ الْكُفَّارِ" (یعنی، بے شک یہ کافروں کا لباس ہے) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کو میں نے دیکھا کہ بہترین (یعنی بیش قیمت) جوڑا زیب تن کئے ہوئے تھے فرمایا اگر کوئی حق تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے لئے شان و شوکت اور زیب و زینت دینے والا لباس پہنے تو ثواب پائے گا اور اگر فقر و غرور کے لئے پہنے تو عذاب پائے گا۔

اور "خلاصہ" میں ہے خوش وضع لباس پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ وہ تکبر نہ کرتا ہو اور "مجمع النوازل" میں ہے حَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ قِيمَتُهُ أَلْفٌ دِرْهَمٍ وَزَنَا، وَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ قِيمَتُهُ أَرْبَعُمِائَةِ أَلْفٍ دِرْهَمٍ (یعنی، رسول اللہ ﷺ ایک روز باہر تشریف لائے حالانکہ آپ پر ایک چادر تھی جس کی قیمت وزن کے حساب سے ہزار درہم تھی اور نماز کے لئے کھڑے ہوئے جبکہ آپ پر ایک چادر تھی جس کی قیمت چاندی کے چار لاکھ درہم تھی)۔ اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ایسی چادر استعمال فرماتے جس کی قیمت چار سو (۴۰۰) سونے کے دینار تھی اور اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے جب تم اپنے وطن کو تو اپنے اوپر اچھے اچھے قیمتی کپڑے لازم سمجھو۔

اور آنحضرت ﷺ نے نقشبدار جامہ زیب تن فرمایا نیز جامہ سیاہ بھی پہنا ہے اور کھال کا لگر تا بھی زیب تن فرمایا ہے جس کی اطراف سندس (دبیا) سے کلی ہوئی تھیں۔

اور "فتیہ" میں ہے کہ طویل عمامہ سر پر باندھنا اور (زیادہ) کشادہ کپڑے پہننا ان علماء کے حق میں اچھا ہے جو اُغْلَامِ الْہِنْدِی (یعنی ہدایت کے جھنڈے) میں سوائے عورتوں کے (یعنی عورتوں کے حق میں زیادہ کشادہ کپڑے پہننا مناسب نہیں)۔

مگر جامہ پہننے میں اصل یہ ہے کہ وہ حلال کمائی سے ہو اور وہ جامہ جو حرام کمائی سے

لباس کی سٹشیں اور آداب

حاصل ہوا ہو، اس میں فرض و نفل کوئی نماز قبول نہیں ہوتی اور لباس میں افضل یہ ہے کہ درمیانہ کپڑا پہنے نہ انتہائی عمدہ اور نہ انتہائی ناقص اور وہ لباس جو لوگوں میں متعارف و مشہور ہے اسے آنحضرت ﷺ نے دو مرتبہ سے زیادہ نہیں پہنا، ایک مرتبہ نجاشی یعنی حبشہ کے بادشاہ نے ہدیہ آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا تھا، آپ ﷺ نے پہنا اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور دوسری مرتبہ یمن کے تحائف و ہدایا میں آیا تھا اسے یمن کر حضرت وحید کلبی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمادیا۔

گریبان کا بیان:

اور جیب یعنی اس جامہ کا گریبان بائیں بغل کی جانب سے سلا ہوا ہو اور اس کے باندھنے کا بند دائیں بغل کی جانب ہو، جیسا کہ اس زمانہ میں معمول اور معروف و مشہور ہے اور ”روضۃ المعانی“ اور ”زاد الفقہاء“ جو صاحب صحیح بخاری اور امام نووی کی تصنیف ہیں ان میں بھی اسی طریقے سے لکھا ہے کہ لباس کے گریبان کا منہ دائیں ہاتھ کی جانب ہو اور ”روضۃ“ میں ہے گذشتہ زمانے میں جب غازی کفار کے ساتھ جنگ کے لئے جاتے اور ہر وقت غشیوں کی طرف سے فرصت نہ پاتے تو راہ چلتے روٹی و کھجور وغیرہ کھانے کی اشیاء کی جیب و گریبان میں حفاظت کرتے اور گھوڑے کی لگام بائیں ہاتھ میں تھا اسے لقمہ لقمہ اور ایک ایک کھجور دائیں ہاتھ سے نکال کر کھاتے۔

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں جامہ کے گریبان کا یہی دستور تھا، جو لوگ اسے بدعت جدیدہ کہتے ہیں وہ (ان کی) ناشکھی ہے اور بخارا میں اہل علم و فضل کتب کے جزء اور نسخے جیب و گریبان میں رکھ لیا کرتے تھے اور راستے میں جیب و بغل سے نکال کر مطالعہ کرتے اور اپنی راہ چل دیتے، اور سلاطین و علمائے دین اور صلحائے اہل صدق و یقین کی مجالس میں کھانے سے فراغت کے بعد جز کا و میز ثاروٹی (کا کچھ ٹکڑا) گریبان و بغل میں محفوظ کر لیتے تاکہ ہر خاص و عام جو اپنے گھر جائے، اپنے اہل خانہ کو تبرک سے نوازے اور رومال و نقدی کو جیب و گریبان میں محفوظ کرتے۔ ان تمام (کاموں میں) دائیں ہاتھ کا استعمال دائیں

ہاتھ کی طرف کے گریبان سے ہوتا اور اگر قمیص کے گریبان کا منہ بائیں جانب ہو تو بائیں جانب دائیں ہاتھ کے استعمال میں بہت حرج ہوگا اور گریباں کا منہ بائیں ہاتھ کی جانب رکھنا اسلام کے ممنوعات سے ہے، کہ مجوسیوں اور آتش پرستوں کا طریقہ ہے۔ بادشاہ اسلام اور قاضی اسلام کو چاہئے اس طریقہ سے کہ گریبان کا منہ بائیں جانب ہو تو منع اور زجر کرے (یعنی مارو چھڑکی وغیرہ کے ذریعے روکے)۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک شخص گواہی دینے کے لئے عدالت میں آیا جبکہ اس کے گریبان کا منہ اور باندھنے کا بند بائیں جانب تھا، قاضی شرع نے اس کی گواہی رد (یعنی نامنظور) کر دی اور شیخ شرف الدین یحییٰ منیری علیہ الرحمہ جو علماء میں معتمد اور اپنے وقت کے شیخ تھے، انہوں نے بھی (اپنے مکتوب (۹۱) میں) اسی طرح لکھا ہے کہ قمیص میں گریبان دائیں جانب سینا سنت ہے اس لئے کہ سیدھا ہاتھ اس میں آسانی سے جاسکے، قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان میں ہے: ﴿وَاذْخُلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ يَدًا﴾ [النمل: ۲۷/۱۲] ترجمہ: اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال لے گا سفید چمکتا (کنز الایمان)

اہل اسلام جو جامہ یا جببیت پہنتے ہیں اس میں بہت سے فائدے ہیں، بوقت ضرورت کنگھی اور دیگر چیزیں اس میں رکھ سکتے ہیں اور دائیں ہاتھ سے اُسے نکال سکتے ہیں اور عرب میں قصب الحجب کا استعمال ہے اس میں بھی عمل دائیں ہاتھ پر ہے۔
قمیص وغیرہ پہننے کا طریقہ:

اور قمیص، اگر تا اور جبہ پہننے میں سنت یہ ہے کہ پہلے دائیں ہاتھ دائیں آستین میں داخل کرے پھر بائیں ہاتھ بائیں آستین میں۔

رداء: چادر کا بیان:

رداء و چادر دائیں ہاتھ سے بائیں کندھے پر ڈالے جیسا کہ معمول ہے اور میت کا لفافہ بھی اسی طریقہ سے لپیٹتے ہیں کیونکہ مردہ کا لفافہ زندہ کی چادر و رداء کا حکم رکھتا ہے اور یہ طریقہ اکثر

لباس کی سٹین اور آداب

کُتب فقہ میں لکھا ہوا ہے۔ اور وہ لوگ جو قیاس کرتے ہوئے قمیص کو رداء و چادر پہننے پر محمول کرتے ہیں خلاف شرع ہے اور بدعت (یعنی غیر سنت) کو رواج دیتے ہیں اس طریقہ سے بچنا چاہئے تاکہ ثواب پائیں اور عذاب سے بچیں۔

۳۸۹

اور اگر تہ، جبہ اور خرقہ میں آستین کشادہ کرنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت اور متقدمین مشائخ کا طریقہ ہے تاکہ بوقت وضو اور دوسرا کوئی کام کرتے وقت آستین بآسانی اوپر چڑھا سکیں اور اگر چاہیں تو تسبیح یا کوئی اور چیز بھی آستین میں رکھ سکیں اور آستین کے آخر اور قمیص کے پائیدان میں سنجاف سینا سنت ہے اور صحابہ کرام اور تابعین عظام علیہم الرضوان جو گرتے اور بچے کو فراخ و کشادہ رکھتے تھے اس لئے کہ ان کے بدن ریاضت و مشقت اور قیام و صیام میں بہت زیادہ لاغر و ضعیف رہتے تھے، لہذا وہ اپنی ہیبت و دلیری (کو قائم رکھنے) کے لئے (کشادہ لباس) پہنتے تھے تاکہ دشمنوں اور کافروں کی نظر میں حقیر نہ ٹھہریں اور انہوں نے جو کچھ بھی کیا وہ اپنے نفس کی خاطر نہ کیا بلکہ دین کی ترویج و استقامت کے لئے کیا۔

قبائ کا بیان:

قبائ جامہ کو کہتے ہیں جو گریبان دار ہو اور وہ عرب و عجم میں متعارف ہے اور عرب و عجم میں اس کا استعمال بہت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اسے پہنا ہے اس کے گریبان کا منہ اور اس کے باندھنے کے فیتے دائیں ہاتھ کو ہوتے تھے اور جبہ رومیہ بھی جس کی آستین تنگ ہوتی ہے، آنحضرت ﷺ نے زیب تن فرمایا ہے اور بوقت وضو ہاتھ آستین سے باہر نکال لیا کرتے یعنی وہ جبہ اتنا تنگ تھا کہ ہاتھ آستین سے باہر نکالے بغیر دھونا آسان نہ تھا اور ثابت ہے کہ آپ نے اسے سفر میں زیب تن فرمایا اور اسی پر اتفاق ہے اور کبھی جبہ و قبائ گھنڈی دار زیب تن فرمایا ہے، قبائ کو کبھی گھنڈی دار سیتے ہیں جیسا کہ اس زمانے میں گھنڈی دار جامہ قادری کے نام سے مشہور ہے۔

۱۔ قولہ: خرقہ، پرانا جامہ، گدڑی، فقیروں کا لباس

قیص کی جیب کا بیان:

ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی قیص کا گریبان آپ کے سینہ مبارک پر تھا چنانچہ کثیر احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں اور محدثین نے اس کی تحقیق کی ہے، تمام دیار عرب خلفاء عن سلف ابتداءً یمن سے ابتداءً مغرب تک کا عرف اس پر ہو چکا ہے اور بعض لوگ جنہیں سنت کا علم نہیں ہے وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ سینہ پر گریبان نکالنا بدعت ہے کیونکہ عجم کے بعض شہروں میں سینہ پر گریبان رکھنا عورتوں کی عادت بن گئی ہے بعض فقہاء نے عورتوں کے ساتھ تشبیہ کی وجہ سے اس پر کراہت کا حکم لگایا ہے، اس میں کوئی شک نہیں یہ عادت (یعنی عورتوں کا سینہ پر گریبان رکھنا) حادث (یعنی یہ عادت بعد میں پیدا ہوئی) ہے اور تحقیق یہی ہے کہ نبی ﷺ کے پیراہن کا گریبان سینہ مبارک پر ہوتا تھا، فقہائے کرام نے جو کندھوں پر گریبان کے شکاف کو مقرر کیا ہے وہ آنحضرت ﷺ کے گریبان جیب کے برعکس ہے اور اس مقدمہ کو میں نے ”مشکوۃ المصابیح“ کے فارسی ترجمہ اور اس کی عربی شرح میں نہایت وضاحت سے لکھا ہے اور اگر کبھی کندھوں پر شکاف گریبان والا پیراہن آنحضرت ﷺ نے زیب تن فرمایا ہو اور اس کی سند فقہاء کو پہنچی ہو مگر علمائے حدیث کے مطابق سند قطعی کی کوئی جگہ نہیں (یعنی ان کے اصول کے مطابق قطعی سند کہیں نہیں)۔

خرقہ و فرجی کا بیان:

خرقہ، فرجی (قبائلی ایک قسم ہے) اور لباچہ (بالا پوش) جو علماء، مشائخ اور صلحاء پہنتے ہیں اگرچہ اس باب میں (یعنی اس کے متعلق) سند قوی نہیں ہے اور آنحضرت ﷺ کے (ظاہری) زمانہ مبارکہ میں یہ لباس نہیں تھا، اگر کوئی پہنتا تو مباح ہے کوئی حرج نہیں اور کہتے ہیں کہ فرجی کا عجم، بختین، غیر عرب ملک خصوصاً بمصر ایران و توران اور غیر عرب لوگوں کو بھی عجمی کہتے ہیں (غیاث اللغات) ۱ فارسی ترجمہ کا نام ”أشعة اللمعات“ اور عربی شرح کا نام ”لمعات التنقیح“ ہے۔ ۲ فرجی، یہ قبائلی ایک قسم ہے جس کے فیتے نہیں ہوتے بعض اس کے آگے بند لگاتے ہیں اور اکثر اس کو کپڑوں کے اوپر پہنتے ہیں (غیاث اللغات) ۳ لباچہ، بمعنی فرجی جو کپڑوں کے اوپر پہنتے ہیں اور بظاہر وہ قبائلی ایک قسم ہے (غیاث اللغات)

لباس کی سستیں اور آداب

واضع (یعنی ایجاد کرنے والا) فرعون ہے، مگر یہ (بات) کُتُبِ معتبرہ میں نہیں دیکھی گئی اور نہ ہی پایہ ثبوت کو پہنچی، لازم ہے کہ نماز کے وقت اس کی آستین پہنے رہیں نیچے نہ لٹکائیں اس لئے کہ یہ مکروہ ہے۔

إزار کا بیان:

اور آنحضرت ﷺ کا تہبند مبارک ناف کے اوپر سے ٹخنوں کے اوپر تک ہوتا تھا اور اسی قدر مسنون ہے اور ناف (کے نیچے) سے گھٹنوں (سمیت) ستر (یعنی ڈھانکنا) فرض ہے، بعض نے ناف کو ستر عورت (یعنی جس کا چھپانا فرض ہے) قرار نہیں دیا کیونکہ حسین کریمین رضی اللہ عنہما کے ناف کو آنحضرت ﷺ نے بوسہ دیا ہے۔ اسی قیاس پر سراویل (پاجامہ یا شلوار) ہے۔ جو سراویل عجم میں متعارف ہے اسے شلوار کہتے ہیں وہ آنحضرت ﷺ کی ازار کی مقدار کے برابر ہونی چاہئے اگر ٹخنوں سے دو تین ٹکمن نیچے ہو تو بدعت و گناہ^۱ ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا"، یعنی، خُدا کے ﷻ بروز قیامت اس شخص کی جانب نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا جو تکبر، فضول خرچی اور نعمت کی ناشکری کے طور پر اپنی چادر گھسیٹے اور اسے (یعنی چادر، شلوار یا پاجامہ) لمبا کرے۔ اس قید سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر (چادر کا لمبا ہونا) از روئے تکبر نہ ہو، بلکہ کسی عذر کی وجہ سے ہو مثلاً (چادر کو) مرض اور تکلیف کی وجہ سے لمبا^۲ کیا ہو (تو حرج نہیں)^۳۔

اور فقہاء کے نزدیک ازار جو ٹخنوں سے نیچے ہو حرام ہے اور محض بدعت ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلًا لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ"، (یعنی، جو شخص^۱ جبکہ پہننے والے نے تکبر اپنی ہو یا فضول خرچی کے طور پر یا نعمت کی ناشکری کے طور پر۔

۲ جیسے مونٹا پاؤر پیٹ کا بڑا ہونا بھی ایسا عذر ہے جس کی بنا پر شلوار وغیرہ نیچے گر جاتی ہے۔

۳ اس کے تحت مصنف اپنی کتاب "أشعة الممعات" شرح مشکوٰۃ کے کتاب اللباس میں لکھتے ہیں: اس قدر سے معلوم ہوا کہ اگر اس طرح نہ ہو (یعنی ازار یا تکبر، فضول خرچی اور نعمت کی ناشکری کے طور پر نہ ہو) تو حرام نہیں ہے، تاہم مکروہ تنزیہی ہے اور اگر کسی عذر مثلاً بیماری یا سردی کی بناء پر ہے تو چاہئے کہ مکروہ نہ ہو۔

بطور تکبر اپنا کپڑا اٹھیے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی جانب نظر (عنایت) نہیں فرمائے گا۔

۱۔ یہ عید اس صورت میں ہے کہ جب ازار کاغٹوں سے نیچے لٹکا یا بطور تکبیر ہو ورنہ حرج نہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا صدیق اکبر ؓ کو تہہ بند کٹھنوں سے نیچے لٹکانے کی اجازت مرحمت فرمائی جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "الدریاج" میں اس حدیث کو نقل فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا: وقد رخص ﷺ فی ذلك لأبى بکر حیث كان جره لغیر الخیلاء۔ (یعنی، تحقیق رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر ؓ کو اس معاملہ میں رخصت عطا فرمائی کیونکہ آپ کا لٹکانا بغیر تکبیر کے تھا) اور اگر کپڑا اموز کر شلوار اوچی کی یعنی اوپر سے خرس لی یا نیچے سے پانچھ موڑ دیا تو کپڑے کے موڑ نے یعنی کتب ثوب کی وجہ سے نماز مکروہ و تحریمی، واجب الاعادة ہوگی۔ چنانچہ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے بخاری شریف میں اس مسئلہ میں ایک باب متعین فرمایا ہے اور باب کا نام رکھا ہے باب لا یكف ثوبه فی الصلوۃ یعنی نمازی حالت نماز میں اپنا کپڑا نہ موڑے، کا بیان اور اس باب کے تحت حدیث شریف نقل کی عن ابی عتّاس رضى الله عنهما عن النبی ﷺ قال: "أمرنا أن نُسجد علی سبعة أعظم ولا نکف ثوباً ولا شعرًا" (صحیح البخاری، کتاب (۱۰) الأذان، باب (۱۳۳) السجود علی سبعة أعظم، الحدیث: ۸۱۰) یعنی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ہمیں حکم ہوا کہ ہم سات ہڈیوں پر کبہہ کریں اور اپنے کپڑے اور بال نہ موڑیں۔ اسی حدیث کو امام مسلم وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کے بارے میں امام ابویسئیل محمد بن یسئیل ترمذی متوفی ۲۷۹ھ نے فرمایا کہ هذا حدیث حسن صحیح یعنی، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں فضل الحدیث علی کراۃ الصلاۃ وهو معقوص الشعر ولو عقصه وهو فی الصلاۃ فسدت صلاته واتفق الجمهور من العلماء أن النهی لكل من یصلی كذلك سواء تعدد للصلاۃ أو کان كذلك قبلها لمعنی آخر۔ ملخصاً (عمدة القاری شرح صحیح البخاری تحت الحدیث المذکور) یعنی، ہمیں یہ حدیث اس حالت میں نماز پڑھنے کی کراہت پر دلالت کرتی ہے اور اگر یہ کام نماز کے اندر کیا جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور جمہور علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی ﷺ کا کتب ثوب اور کتب شعر کا منع فرمانا ہر اس نمازی کے لئے ہے جو اس طرح نماز پڑھے خواہ وہ قصد نماز کے لئے ہی ایسا کرے یا پہلے سے ایسا کئے ہوئے ہو۔ اور امام یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں ثم مذهب جمهور العلماء أن النهی مطلقاً لمن صلی كذلك سواء تعدد للصلاۃ أم کان قبلها كذلك الخ (شرح صحیح مسلم للنووی) یعنی، جمہور علمائے کرام کا مذہب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان میں نمی (منع کرنا) مطلقاً ہے جو ہر ایسے نمازی کے لئے ہے جو اس طرح نماز پڑھے چاہے قصد اس نے نماز کے لئے ایسا کیا ہو یا پہلے سے ایسے کئے ہوئے ہو۔ انہی احادیث کریمہ کی روشنی میں فقہائے کرام نے کتب ثوب، کتب شعر (کپڑا یا بال موڑنا) اور تکبیر سے پانچ لٹکانے کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔ چنانچہ علامہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں وکسرہ =

اور فرمایا: ”مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكُفَّينِ مِنَ الْإِزَارِ فَهُوَ فِي النَّارِ“ (یعنی تہبند کا جتنا حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ کی آگ میں ہے)۔^۱

کشفہ ای رفعہ ولو للتراب کمشعر کُثم أو ذہل اور اس کے تحت علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں ای کمالو دخل فی الصلاة وهو مشعر کمہ أو ذہلہ، وأشار إلى أن الکراهة لا تختص بالكف وهو فی الصلاة (الدر المختار، ورد المختار، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب: فی الکراهة الخ) یعنی، اور کتب ثوب مکروہ ہے یعنی کپڑا اٹھانا اگر چٹائی سے بچانے کے لئے ہو جیسے آستین اور دامن موڑنا اگر ایسی حالت میں نماز میں داخل ہوا کہ اس کی آستین یا اس کا دامن موڑا ہوا تھا اور اس قول سے اس کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ موڑنا حالت نماز کے ساتھ مخصوص نہیں خواہ نماز شروع کرنے سے قبل یا دوران نماز ہو، تمام صورتوں میں مکروہ ہے۔

۱۔ مصنف علیہ الرحمہ اپنی کتاب ”أشعة اللمعات“ کے کتاب اللباس، الفصل الأول میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں ”یعنی قدم کا وہ حصہ جو ٹخنوں سے نیچے ہے اور اس پر تہبند بطور نحر لٹکایا ہوا ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ یہ فعل مذموم ہے اور اہل نار کے افعال میں سے ہے۔ اسی طرح علامہ طیبی (شارح مشکوٰۃ المصابیح) نے بیان کیا،

تسمیہ: خیال رہے کہ اکثر طور پر گھٹینے اور لٹکانے کی خدمت تہبند بے ہارے میں واقع ہوتی ہے اور اس پر شدید وعید واقع ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ تہبند لٹکانے والے کو اس حال میں ادا کی گئی نماز اور جس نے نونائے حکم دیا جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے ابتدائی حصے میں گزرا۔ احادیث میں آیا ہے کہ شعبان کی چند ہویں رات میں سب بخش دیئے جاتے ہیں سوائے والدین کے نافرمان، عادی شرابی اور چادر لٹکانے والے کے، اور تحقیق یہ ہے کہ لٹکانا تمام کپڑوں میں پایا جاتا ہے، جو کپڑا سنت کی موافقت اور حاجت سے زیادہ ہو وہ اسباب (لٹکانے) میں داخل ہے؛ تہبند کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس میں یہ عمل عموماً زیادہ واقع ہوتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں اکثر لوگوں کا لباس تہبند اور اوپر لینے والی چادر تھا، دوسری فصل میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لٹکانا تہبند نفیس اور عمامہ میں پایا جاتا ہے۔ جس نے ان میں سے کسی چیز کو بطور تکبر لٹکایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ اس حدیث سے پہلے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث مذکور میں مطلق کپڑے کے گھٹینے کا ذکر ہے۔ تہبند میں اصل یہ ہے کہ نصف پنڈلی تک ہو۔ نبی کریم ﷺ کا تہبند اسی طرح ہوتا تھا۔ اور ارشاد فرمایا کہ مومن کا تہبند آدھی پنڈلی تک ہے اور غنچے سے اوپر تک رخصت ہے، قبائیر ابن کے دامن کا بھی یہی حکم ہے۔ آستین میں سنت یہ ہے کہ ہاتھ کے جوڑ تک ہو، عمامہ میں لٹکانا یہ ہے کہ شملہ لہبائی میں عادت سے زیادہ ہو اس کی انتہا یہ ہے کہ نصف پشت تک ہو، اس سے زیادہ بدعت ہے اور لٹکانے کے فعل حرام ہونے میں داخل ہے۔ عرب کے بعض علاقوں میں جو لہبائی اور چوڑائی میں زیادتی پائی جاتی ہے خلاف سنت ہے، اور اگر بطور تکبر ہو تو حرام (یعنی مکروہ تحریمی) ہے۔ اور جو عرف و عادت اور کسی قوم کی علامت کے طور پر عام ہو جائے تو اس میں حرج نہیں اگرچہ زیادتی کراہت (یعنی کراہت تریجی) سے خالی نہیں ہے الخ

آستین کا بیان:

اور آنحضرت ﷺ کے مبارک پیراہن، جامہ، قبا اور جُجہ کی آستین کبھی کلائی کے جوڑ (یعنی پہنچے) تک اور کبھی انگلیوں کے سروں تک گرمی اور سردی کے دنوں کے موافق مقرر ہوتی۔ کبھی ان دونوں (یعنی گرمی و سردی) کے لحاظ کے بغیر بھی ہوتی اور آنحضرت ﷺ کا مبارک جامہ اور قبا کمر کے ٹکڑے کے بغیر ہوتا۔ اور کمر کا ٹکڑا زینت ہے اور آنحضرت ﷺ کے مبارک جامے زائد ہندوں کے بغیر ہوتے یعنی کاج کے علاوہ جامہ کا باندھنا کسی اور چیز سے نہ تھا اور علماء متاخرین نے اس بارے میں لا باس (یعنی، کوئی حرج نہیں) فرمایا ہے۔

ریشمی لباس کا حکم:

ریشمی لباس پہننا مردوں کو حرام ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مَنْ لَبَسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ" (یعنی، جس (مرد) نے دنیا میں ریشم پہنا تو آخرت میں اسے نہیں پہنے گا) اور رسول اللہ ﷺ نے چار انگل سے زیادہ ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ: "نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ لَبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا فِي مَوْضِعٍ أَصْبَغَ أَوْ أَصْبَعَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ" (یعنی، رسول اللہ ﷺ نے ریشم کے پہننے سے منع فرمایا ہے مگر ایک یا دو یا تین یا چار انگلیوں کی مقدار) اور حضرت علیؓ سے مروی ہے: "أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

لے یہ حدیث چار صحابہ علیہم الرضوان سے مروی ہے حضرت عمرؓ، انسؓ، ابن زبیر اور ابوامامہؓ اور حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا میں صرف وہی ریشم پہن سکتا ہے جس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں رواہ البخاری و مسلم (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الاول) یعنی جس کے لئے آخرت کی نعمتوں میں سے کوئی حصہ نہیں، یا آخرت کے عقیدے سے کوئی حصہ نہیں ہے یا آخرت میں ریشم پہننے والوں کے لئے کوئی حصہ نہیں جیسا کہ گذشتہ حدیث میں فرمایا وہ آخرت میں ریشم نہیں پہنے گا۔ (أشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ، کتاب اللباس، الفصل الاول)

اس حدیث کے تحت بعض اچھے کتاب "أشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ"، کتاب اللباس، الفصل الاول میں لکھتے ہیں "ہو سکتا ہے کہ ایک وقت میں دو انگلی سے زیادہ ریشم کا استعمال جائز نہ ہو بعد ازاں چار انگشت تک اجازت دے دی۔ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ چار انگشت سے زیادہ جائز نہیں۔ احناف کا بھی یہی مذہب ہے۔ اتنی مقدار سے مراد یہ ہے کہ ایک جگہ نہ ہو، مطلب یہ نہیں تمام کپڑے سے اگر جمع کریں تو چار انگشت تک پہنچے۔"

لباس کی سستیں اور آداب

أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ، فَقَالَ: "إِنَّ هَذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي"، (یعنی، نبی ﷺ نے ریشم اپنے دائیں ہاتھ میں اٹھا کر رکھا اور سونا بائیں ہاتھ میں اور فرمایا: یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں)۔

اور ریشمی لباس مردوں اور بچوں کو پہننا حرام ہے مگر عورتوں اور نابالغہ لڑکیوں کو جائز ہے اور اگر خارش اور جرب (کھجلی) دور کرنے کی غرض سے اور دفعِ سوداء کے لئے پہنا تو جائز ہے نیز جو عین دور کرنے کے لئے ریشمی کپڑا پہنے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر معجون میں ریشم ملا کر کھائے تو جائز ہے۔ اور ریشمی لباس صحابی رسول ﷺ حضرت زبیر بن العوام اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے لئے مباح تھا کیونکہ جوؤں کی وجہ سے ان کے بدن میں خارش تھی۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ ریشم پہننا حرام ہے سوائے حاجت و مصلحت کے اور یہی مذہب شافعی ہے اور امام مالک کے نزدیک اصلاً جائز نہیں اور (علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرعشیانی متوفی ۵۹۳ھ نے) ”ہدایہ“ میں فرمایا اور صاحبین کے نزدیک ریشم اور بیا (ایک قسم کا ریشمی کپڑا) جنگ میں پہننے میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ (ریشم) ہتھیار کی تختی کو دور کرنے والی چیز ہے اور دشمن کی

۱۔ بچہ کو اگر ریشمی لباس پہنایا تو گناہ پہننے والے کو ہوگا اور یہی حکم زبور کا ہے کیونکہ ”در مختار“ میں ہے کہ جس کا پہننا اور پہننا حرام ہے اس کا پہننا اور پلانا بھی حرام ہے (کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس)۔
۲۔ جرب تر خارش کو کہتے ہیں جس سے مواد نکلے۔

۳۔ مصنف علیہ الرحمہ ”أشعة اللمعات“ شرح مشکوٰۃ، کتاب اللباس، الفصل الأول میں لکھتے ہیں ”خیال رہے کہ خارش کا سبب جینے والے چیز بخارات ہیں، خشک خارش کا سبب جلے ہوئے عفرہ کا خون میں قلوٹ ہو جانا ہے اور تر خارش کا سبب تلغم شور (نمکین) کا خون شامل جانا ہے۔ اکثر طوڑ پر یہ نمکین، مٹی، چیزوں اور گرم سبزیوں کے کھانے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا علاج طب کی کتابوں میں مذکور ہے۔

بعض اوقات جوؤں کی کثرت کی بنا پر بھی ہو جاتی ہے۔ شارحین کہتے ہیں دونوں صحابیوں (حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما) کو جوؤں کی زیادتی کی وجہ سے خارش تھی۔ نبی ﷺ نے اس خارش کا علاج ریشمی کپڑے پہننے سے کیا۔ یہ بھی کہتے ہیں ریشم کے خواص میں سے دل کی تقویت اور فروخت دینا ہے۔ نیز سوداء اور اس سے پیدا ہونے والی بیماریوں کو دفع کرنا ہے اور یہ گرم تر ہے الخ

نظر میں مجیب تر ہے اور امام اعظم امام ابو حنیفہ کے نزدیک اطلاقی نہیں کے سبب سے (ریشی لباس جنگ میں بھی) مکروہ ہے اور ضرورت مخلوط (یعنی جو ریشم اور موت سے ملا کر بنا ہوا ہو) سے مُدفع (یعنی دور) ہو سکتی ہے اور صاحبین کہتے ہیں کہ خالص ریشم دافع تر (یعنی زیادہ دفع کرنے والا) ہے (نہ کہ مخلوط)۔

معصر اور مزعفر لباس:

اور مُعَصَّر اور مَوْعَفَّر (یعنی کسم اور زعفران سے رنگا ہوا) لباس خاص طور پر سردوں کے لئے حرام ہے اور مُعَصَّر (یعنی کسم میں رنگے ہوئے) لباس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے ان میں سے بعض تو مطلقاً حرام کہتے ہیں اور بعض مباح اور کہتے ہیں کہ اگر بچنے کے بعد رنگا گیا ہو تو حرام ہے اور اگر رنگنے کے بعد بنا ہو تو مباح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر اس کی بُو زائل ہو گئی ہو تو مباح ہے ورنہ حرام اور بعض کہتے ہیں مجالس و محافل میں اس کا پہننا مکروہ ہے اور اگر گھر میں پہنیں تو مختار ہیں اور (پہننا) درست ہے اور حنفی مذہب کے مطابق اس میں کراہت تحریمی ہے اور ۱۔ یعنی، شمس کی نظر میں ایسے شخص کی ہیبت زیادہ ہوتی ہے۔

۲۔ حدیث شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر عَصْفَر سے رنگے دو (سرخ) کپڑے دیکھے تو فرمایا یہ کپڑے، کافروں کے کپڑوں کی مجلس سے ہیں (یعنی ان کا پہننا کافروں کے لائق ہے) تم انہیں نہ پہنو اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا انہیں دھو ڈالو؟ فرمایا بلکہ انہیں جلا دو، اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں شارحین (حدیث شریف کی شرح کرنے والوں) نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کپڑوں کو جو جلانے کا حکم دیا تو اس سے مراد شاید تاکید تھی کہ ان کپڑوں کو بیسے بھی ہو سکے تجارت یا ہبہ کے ذریعے اپنی ملکیت سے نکال دو، اور اپنے آپ سے جدا کر دو، دھونے کا حکم اس لئے نہیں دیا کہ عَصْفَر سے رنگا ہوا کپڑا اگر چہ سردوں کے لئے حرام اور مکروہ ہے لیکن عورتوں کے لئے مکروہ نہیں ہے لہذا کپڑوں کو دھو کر ان کا رنگ اتارنے میں مال کا ضائع کرنا ہے، اس لئے عورتوں کو دے دو یا بیچ دو یا کسی کو ہبہ کر دو تاکہ دوسری عورتیں ان سے نفع حاصل کریں ایک روایت میں آیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو نے ظاہر امر کے پیش نظر ظاہراً ان کپڑوں کو جلا دیا۔ دوسرے دن دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور حقیقت حال بیان کی تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: تم نے وہ کپڑے اپنے گھر والوں کو کیوں نہ پہنا دیئے؟ کیونکہ یہ کپڑے عورتوں کو پہننا جائز ہے، رواہ ابوداؤد (مشکوۃ المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی) اس روایت کے قرینہ کی بنا پر جلانے کو خلاف ظاہر پر محمول کیا ہے الخ (أشعة المعات شرح مشکوۃ، کتاب اللباس، الفصل الأول)

اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

سُرخ لباس:

اور سُرخ رنگ جو مُرَغَفَر نہ ہو اس میں اختلاف ہے اور شیخ قاسم حنفی جو مصر کے اکابر علمائے متاخرین میں سے ہوئے ہیں (اور علامہ قسطلانی کے استاد ہیں) انہوں نے تحقیق فرمائی اور فتویٰ دیا کہ حرمت رنگ کی بنا پر ہے لہذا ہر سُرخ رنگ (مرد کے لئے) حرام و مکروہ ہوگا۔

اور آنحضرت ﷺ نے گیم (کمل چادر) زیب تن فرمایا ہے: وَ عَلَیْہِ مِرْطٌ مَّرْحُلٌ مِنْ شَعْرِ اَسْوَدَ، یعنی، رسول اللہ ﷺ پر ریشم یا سیاہ بالوں کی یا کتان یا کُحی کی ایک چادر تھی، قاموس میں ہے مِرْحُل بکسر میم و سکون را کے ساتھ اُون یا کتان کی چادر ہے اور ”نہایہ“ میں ہے مِرْطٌ اُون کی ہوتی ہے اور خُحی بھی، اور اس کے علاوہ کی بھی ہوتی ہے اس مقدمہ کی شرح و بیض ہم (یعنی شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی) نے ”مشکوٰۃ المصابیح“ کے ترجمہ (أشعة اللمعات) میں کی ہے وہاں ملاحظہ کیجئے۔

موزہ کا بیان:

موزے کا سیاہ رکھنا سنت ہے اور زرد کی رخصت ہے اور سُرخ بدعت (یعنی غیر مسنون) ہے، حدیث شریف میں ہے: لِأَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَىٰ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ خُفَّيْنِ اَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا، یعنی، کیونکہ (حبشہ کے بادشاہ) نجاشی نے نبی کریم ﷺ کو دو سادہ سیاہ موزے ہدیہ بھیجے تو آپ ﷺ نے انہیں زیب قدم فرمایا اور ان پر مسح

۱۔ اسی طرح ”أشعة اللمعات“ شرح مشکوٰۃ (کتاب اللباس، الفصل الأول) میں بھی ہے۔

۲۔ اس موضوع پر علامہ مخدوم محمد ہاشم لکھوی متوفی ۱۷۷۱ھ کی عربی میں ”القول الأنور فی بیان حکم لبس الأحمر“ کے نام سے ایک مستقل تصنیف ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ جمع تحقیق و تخریج احادیث ادارہ ”دار احیاء العلوم“، کراچی کی نئی آنے والی اشاعتوں میں شامل ہے۔

لباس کی سٹین اور آداب

فرمایا۔ موزہ پر مسح^۱ سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے اور اسے وہی ترک^۲ کرتا ہے جو گمراہ یا بدعتی ہوگا۔ اگر موزے طہارت کاملہ پر پہنے ہوں تو ان پر مسح کرنا جائز ہے یعنی معذور و مقیم (یعنی تہتم کئے ہوئے) نہ ہو کیونکہ ان کی طہارت ناقص ہے اور اگر کوئی مسلمان پہلے پاؤں دھو کر موزے پہن لے پھر حدث کے بعد پورا وضو کرے تو ہمارے امام کے نزدیک اُسے موزے پر مسح کرنا جائز ہے اور جو راب پہننا بھی جائز ہے کہ موزہ کے حکم میں ہے۔

نعل کا بیان:

اور نعل (جوتی، پاؤش) پہننا سنت ہے: عَنْ قِثَادَةَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ: كَيْفَ كَانَ نَعْلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟، قَالَ: كَانَ لَهُمَا قَبْلَانِ، (یعنی، حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس ؓ سے عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارک کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی نعلین میں دو قبائل^۳ (یعنی دو تہمتے یافتہ) تھے۔ قبل بمعنی دوال نعلین (چمڑے کا تسمہ) کے ہے، جو دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے اسے شراک بھی کہتے ہیں۔

۱۔ جس موزے پر مسح جائز ہے اس کی ”چند شرطیں ہیں۔ (۱) موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں اس سے زیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر وہ ایک انگل کم ہو جب بھی مسح درست ہے ایزی نہ نکلی ہو۔ (۲) پاؤں سے چپا ہو کہ اسکو پہن کر آسانی کے ساتھ خوب چل سکیں (۳) چمڑے کا ہو یا صرف تلا چمڑے کا اور باقی کسی اور چیز کا جیسے کچھ وغیرہ مسئلہ ہندوستان میں جو عموماً سوتلی یا اونی موزے پہنے جاتے ہیں ان پر مسح جائز نہیں ان کو اتار کر پاؤں دھونا فرض ہے (۴) وضو کر کے پہنا ہو یعنی پہننے کے بعد اور حدث سے پہلے ایک ایسا وقت ہو کہ اس وقت میں وہ شخص با وضو ہو خواہ پورا وضو کر کے پہنے یا صرف پاؤں دھو کر پہنے بعد میں وضو پورا کر لیا۔ (بہار شریعت، حصہ (۲)، موزوں پر مسح کے مسائل)۔

۲۔ موزے پر مسح کے جواز اور اس کے سنت سے ثابت ہونے کا انکار کرنے والا گمراہ اور ابلست سے خارج ہے
۳۔ قبل: قاف کے نیچے زیر، وہ فیتہ جو دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے نبی کریم ﷺ کے مبارک جوتے کے فیتے تھے ایک فیتہ آگٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان دوسرا چھٹگی کے ساتھ والی انگلی اور درمیانی انگلی کے درمیان رکھتے، علامہ ترمذی نے ”صحیح المصاحیح“ میں اسی طرح ذکر کیا ہے جسے سید جمال الدین محدث نے ”روضة الاحباب“ میں نبی اکرم ﷺ کے نعل مبارک اور اس کی تصویر کے بیان میں تحقیق فرمائی ہے۔ (أشعة اللمعات، کتاب اللباس، الفصل الأول)

ننگے پاؤں چلنے کا بیان:

اعلانِ نبوت سے قبل آنحضرت ﷺ ایامِ عُمرت (یعنی ظاہری تنگی کے دنوں) میں ننگے پاؤں چلا کرتے تھے اور ابتدائے اعلانِ نبوت سے انتہائے مرض وصال تک برہنہ پا کبھی بھی نہ چلے سوائے محنِ کعبہ اور اسی طرح جائے عبادت میں اور بعض اعزہ و صالحین جو کوچہ بازار میں برہنہ پا چلتے ہیں خلافِ سنت ہے اور اگر محرم (یعنی جنگل میں) ہو اور اعسارِ نفس اور تواضع کے لئے برہنہ پا چلے تو جائز ہے یا تنگی کے سبب سے اور افلاس کے باعث جو تے میسر نہ ہوں (جب بھی جائز ہے)۔

کمر بند باندھنے کا بیان:

اور آنحضرت ﷺ کے اپنی مبارک کمر پر پٹکا باندھنے میں اختلاف ہے اور قیص پر ننگے کا باندھنا مکروہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نہیں باندھا ہے اور جنگ و جہاد یا سفر میں کمر بند کا باندھنا ممنوع نہیں چاہے جامہ پر ہو یا پیرائے پر۔

نیا کپڑا کاٹا اور نیا لباس پہننا:

اور "الروضة" میں ہے کہ جب نیا کپڑا کاٹے یا پہنے تو (یکام) مبارک ایام میں کرے چنانچہ منقول ہے: "مَنْ قَطَعَ الثَّوْبَ فِي يَوْمِ الْأَحَدِ، أَصَابَهُ الْعَمُّ وَلَمْ يَكُنْ مُبَارَكًا، وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمِ الثُّلَاثِ سَرَقَهُ السَّارِقُ، أَوْ أَعْرَقَهُ الْمَاءُ أَوْ أَحْرَقَهُ النَّارُ وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمِ الْأَرْبَعَاءِ وَسَعَهُ اللَّهُ فِي الرِّزْقِ، وَلَمْ يَبْعَثْ مُشَقَّةً إِلَيْهِ، وَكَوْنُ لَهُ الشَّفِيقَةُ، وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمِ الْحَمِيسِ بَرَّرَهُ اللَّهُ الْعِلْمَ وَوَسَّعَ رِزْقَهُ وَيُكْرِمُهُ عِنْدَ النَّاسِ، وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ يَطْوِلُ الْعُمُرُ وَيَزِيدُ دَوْلَتُهُ، وَمَنْ

۱۔ مقدس سرزمین مثلاً مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ میں ادب کے طور پر برہنہ پا چلنا اس حکم میں شامل نہیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طوری سنا کی مقدس وادی میں اپنے رب سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتے ہیں تو خود رب تعالیٰ انہیں جوئے اتارنے کا حکم فرماتا ہے: ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِي الْمُقَدَّسِ طَوًى﴾ پارہ ۱۶، رکوع ۱۵، ترجمہ: تو اپنے جوتے اتار ڈال، بے شک تو پاک جنگلِ طوی میں ہے (کنز الایمان) حضرت امام مالک علیہ السلام مدینہ پاک ہی میں سکونت پذیر تھے مگر زندگی بھر آپ نے یہاں جوتے نہیں پہنے (عام کتب سیرت)۔ آنحضرت امام اہلسنت نے "انوار البشارہ" میں تحریر فرمایا کہ "جب حرم مدینہ نظر آئے تو بہتر ہے کہ پیادہ ہوں اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو بلکہ جائے سراسر استیلائے تکوینی نہ پائے نہ بٹی کہ کجائی نہی

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے اوجانے والے

لباس کی سفین اور آداب

قَطَعَ فِى يَوْمِ الشَّبْتِ يَكُونُ مَرِيضًا مَا ذَامَ التَّوْبُ فِى بَذْنِهِ“ (یعنی، جو شخص اتوار کے دن کپڑا کاٹے اُسے غم پہنچے گا اور وہ کپڑا (اسکے لئے) مبارک نہ ہوگا، اور جو پیر کے روز کاٹے تو (اسکے لئے) مبارک ہوگا، اور جو منگل کے دن کاٹے تو (اسے) چور چُرا لے گا، یا وہ (کپڑا) پانی میں ڈوبے گا یا اُسے آگ جلا دے گی، اور جو بروز بدھ کاٹے تو اللہ تعالیٰ اس کا رزق کشادہ فرمائے گا اور اس کی طرف مشقت نہیں بھیجے گا اس کے لئے سفینہ ہوگا، اور جو جمعرات کو کاٹے تو اللہ تعالیٰ اُسے علم عطا فرمائے گا اور اس کے رزق کو کشادہ فرما دے گا اور اُسے لوگوں میں مکرّم بنا دے گا، اور جو جمعہ کے دن کاٹے تو اس کی عمر لمبی ہوگی اور دولت زیادہ ہوگی، اور جو ہفتہ کے روز کاٹے تو جب تک کپڑا اس کے بدن پر رہے گا وہ مریض رہے گا)۔

اور ”زاد المتورّ عین“ میں مذکور ہے یہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال میں سے ہے اور حدیث سے ثابت نہیں مگر حدیث شریف میں اسی قدر ہے کہ نیا لباس شپ جمعہ یا بروز جمعہ بنیت نماز جمعہ پہنے اور عیدین میں نیا لباس پہنے اگر میسر ہو سکے، کہ اس میں برکت ہے، اور سنت ہے کہ جو بھی نیا لباس پہنے اُسے مبارک باد دینا چاہیے کہ اس لباس میں اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے لطف و کرم سے برکت اور خوشی ہے، اور ”الروضۃ“ میں ہے جب کوئی شخص نیا لباس پہنے تو سورۃ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ﴾ پڑھ کر پانی پر دم کرے اور اس پانی کے چھینے لباس پر مارے کہ برکت ہوگی اور لباس بَیْتِ نماز پہنے، اور نیا لباس پہنے کے بعد شکرانے کے دو رکعت (نفل) پڑھے اور اسکے بعد یہ دعا مانگے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَآثِرَیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَتَجَمَّلُ بِہٖ فِی حَیَاتِیْ، (یعنی، اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے، جس نے مجھے وہ پہنایا جس سے میں نے اپنی شرمگاہ کو ڈھکا اور میں نے اس کے ساتھ اپنی زندگی میں زینت حاصل کی)، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ هٰذَا التَّوْبَ وَرَزَقَنِیْ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةَ، (یعنی، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے میری طاقت و قوت کے بغیر یہ کپڑا پہنایا)، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَبِرَحْمَتِہٖ تَصْلُحُ الْفَاسِدَاتُ وَتَنْزِلُ الْبَرَكَاتُ، (یعنی، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس کی نعمت سے اچھے اعمال پورے ہوتے ہیں اور جس کی رحمت سے خرابیاں زائل ہوتی ہیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں)۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ ثَوْبًا مُّبَارَكًا

۱۔ پچیس ہفتہ، اتوار اور منگل کو احتراز کرنا چاہئے۔

لباس کی سنتیں اور آداب

أَشْكُرُ فِيهِ نِعْمَتَكَ وَأُحْسِنُ فِيهِ عِبَادَتَكَ، وَأَعْمَلُ فِيهِ بِطَاعَتِكَ وَأُسْتَعِينُ بِاللَّهِ النَّجَى إِلَى اللَّهِ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ اسْتِغْلَاةِ النَّفْسِ بِقَلِيلٍ وَكَثِيرٍ اللَّهُمَّ إِنِّي أَطْلُبُ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْعُسْفَاةَ وَالنَّقَى فِي الدِّينِ وَالْدُنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالْتَقَى وَالْعَفَى وَالْغِنَى وَالْتَوْفِيقَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى، (یعنی، ہر حال میں تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اے اللہ اسے ایسا مبارک کپڑا بنا دے جسے پہن کر میں تیرا شکر ادا کروں اور بہتر طور پر تیری عبادت کروں اور تیری فرمانبرداری کے کام کروں اور میں اللہ سے مدد چاہتا ہوں اور اللہ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہوں اللہ سے نفس کے کم و بیش غلبے سے پناہ مانگتے ہوئے۔ اے اللہ میں تجھ سے دین و دنیا و آخرت میں گناہوں کی معافی اور کامل صحت اور ہر برائی سے بقاء اور ستھرائی طلب کرتا ہوں اے اللہ میں تجھ سے ایسی ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی، ظاہری، باطنی غناء اور توفیق کا سوال کرتا ہوں جیسا کہ تجھے پسند ہے اور جس سے تو راضی ہوتا ہے)۔

(جو شخص ایسا کرے) تو یہ لباس ابھی اس کی گردن پر نہ پہنچے گا کہ اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اور سنت ہے کہ جب لباس اتارے تو اسے لپیٹے اور تہ کرے اور حفاظت سے رکھے ورنہ شیطان اسے پہن لیتا ہے اور موزہ کو بھی حفاظت سے رکھے، اور نیا لباس پہنتے وقت تعوذ ﴿أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ اور تسمیہ ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ پڑھے اور اگر نیا لباس یا نیا عمامہ یا نئی چادر یا نئے موزے پہنتے وقت سورۃ فاتحہ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے آخر تک (پڑھے تو پہننے والے کے بدن میں سرور پیدا ہوا اور صحت و عافیت سے رہے اور مرض دور ہوا اگر مقرر وض ہو تو اس سے خلاصی ہو، اور جلد تر دوسرا لباس میسر ہو اور چاہئے کہ پُرانا لباس کسی فقیر و مسکین کو دے دے اور اگر اہل و عیال مستحق ہوں تو ان کو دے دے کہ اس میں اجر بے حساب اور ثواب بے شمار ہے۔

اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ

وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ

تمت بحمد الله تعالى ترجمة "كشف الالتباس في استحباب اللباس"

بعد از ظہر ۵۸، ۴۰، ۳۰ ربیع الآخر ۱۴۲۲ھ، یکم جولائی ۲۰۰۳ء معتمد جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) عفی عنہ

كَشْفُ الْإِلْتِبَاسِ فِي اسْتِحْبَابِ اللَّبَاسِ

لِلشَّيْخِ الْمُحَقِّقِ الشَّاهِ عَبْدِ الْحَقِّ بْنِ سَيْفِ الدِّينِ الْمُحَدِّثِ

الدَّهْلَوِيِّ الْبُخَارِيِّ الْحَنْفِيِّ

(المتوفى ١٠٥٢هـ)

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	ذکر آداب لباس	۳۶
۲	ذکر عمامہ	۳۸
۳	ذکر شملہ	۳۹
۴	تخصیص ارسال شملہ	۳۹
۵	ذکر کلاہ	۴۰
۶	طریق عمامہ بستن	۴۰
۷	ذکر قمیص	۴۰
۸	ذکر پوشتن	۴۱
۹	ذکر جیب	۴۲
۱۰	ذکر رداء و چادر	۴۳
۱۱	ذکر قبا	۴۳
۱۲	ذکر جیب قمیص	۴۳
۱۳	ذکر خرقہ و فرجی	۴۵
۱۴	ذکر ازار	۴۵
۱۵	ذکر آستین	۴۸
۱۶	حکم لباس معصفر و مزعفر	۵۱
۱۷	حکم جامہ سُرخ غیر از معصفر	۵۱
۱۸	ذکر موزہ	۵۲
۱۹	ذکر نعل	۵۳
۲۰	ذکر فوطہ بستن	۵۴
۲۱	جامہ نعل قطع کردن	۵۴
۲۲	ماخذ تخریج الأحادیث و مراجعہ	۵۸

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعد حمد و ستائش الهی و پس از نعت و تحیت رسالت پناهی نموده می آید که ای رساله ایست
مختصر در بیان آداب لباس حضرت سید البشر صلی الله علیه و علی اله و اصحابه و تابعیه و تبع تابعیه الی یوم
الحشر و النحر - غرض اصلی و مقصد کلی آنست که بهره تام و فیض عام از این دستور فائز التور بمسلمین
و مؤمنین رسد و لباسی که قطع کردن و پوشیدن آن بدعت است و طریق بدنه هایل و گمراهان است از و
بازمانند و اجتناب نمایند و خطی نصیبی بمتابعات سنت سفیه برگزینند و خواب جمیل و اجر جزیل فائز گردند و
تیمن و برکت ازاں حاصل کنند بدعای خیر فقیر حقیر عبدالحق بن سیف الدین دبلوی البخاری را یاد
آرند و یافتند فاتحه مستطاب گردانند و بالله التوفیق.

ذکر آداب لباس:

بدانکه لباس مصدر است بمعنی ملبوس چنانچه کتاب بمعنی مکتوب و اسم لباس شامل
ست بدستار و پیراهن و بجه و کلاه و رداء و ازار و غیره و آنچه در پوشش بیاید پس بر مومنان مخفی نماند که
لباس آنحضرت سید الانبیاء سند الاصفیاء علیه السلام اکثر از پارچه سفید بود و لباس سفید را بسیار دوست مید
اشتند چنانچه در خبر است قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: "عَلَيْكُمْ بِالْبَيَاضِ مِنَ الثِّيَابِ"

۱. قوله: فاتحه، بکسر هـ، که حرف سوم است و حای همزه بوی خوش دهنده و بوی خوش ماخوذ از فوج که بمعنی دمیدن و بوی
خوش آمده از منتخب و منقول از زیاده الفوائد (غیاث اللغات) -
۲. قوله: مستطاب، بالضم، خوش آمده و پاک آمده و لذیذ اسم مفعول از استطاب است ماخذ این طیب است از منتخب
و کشف الطائف (غیاث اللغات) -

كشف الالتباس في استحباب اللباس

لِبَاسِهَا أَحْيَاءُكُمْ وَكَفَنُوا فِيهَا أَمْوَاتَكُمْ فَإِنَّهَا مِنْ خِيَارِ ثِيَابِكُمْ“^(١)، وَقَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ: ”أَبَسُوا الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ وَكَفَنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ“^(٢)،

وفى ”بستان“ فقيه أبي الليث: يستحب البيض والخضر من الثياب وفى ”الشرعة“:

أحب الألوان البياض والنظر إلى الخضر يزيد فى البصر وقد لبس رسول الله ﷺ

البرد الأخضر ولبس الأخضر سنة ويجتنب الرجال الحمره والصفرة من الثياب وفى

(١) أخرجه البيهقى فى سننه الكبرى برقم: ٦٦٩١، فى كتاب الجنائز، باب (٥٠) استحباب

البياض فى الكفن، والنسائى فى سننه الكبرى، برقم: ٩٦٤٤، وفى سننه المجتبى برقم: ٥٣٣٧،

فى كتاب (٤٨) الزينة، باب (٩٩) الأمر بلبس البيض من الثياب، وعمر بن الضحاك الشيبانى فى

الأحاديث والمثانى برقم: ١٣١٤، فى سمرة بن جندب، والطبرانى فى الكبير، برقم: ٦٩٧٦،

والزهري فى الطبقات الكبرى فى ذكر لباس رسول الله ﷺ وما روى فى البياض، والترمذى فى

سننه برقم: ٩٩٤، فى كتاب (٨) الجنائز، باب (١٨) ما يستحب من الأكفان، وفى الشمايل

برقم: ٦٨، فى باب (٨) ما جاء فى لباس رسول الله ﷺ، واليغوى فى شرح السنة (٣١٤/٥)،

وابن ماجه فى سننه برقم: ١٤٧٢، فى كتاب (٦) الجنائز، باب (١٢) ما جاء فيما يستحب من

الكفن، وأبو داود فى سننه برقم: ٤٠٦١، فى كتاب (٢٦) اللباس، باب (١٦) فى البياض-

قال السندى: قوله: (فإنها أطهر وأطيب) لأنه يلوح فيها أدنى وسخ فيزال بخلاف سائر الألوان

والله تعالى أعلم (حاشية السندى على سنن النسائى).

(٢) أخرجه الترمذى فى سننه، برقم: ٢٨١٠، فى كتاب (٤٤) الأدب، باب (٤٦) ما جاء فى لبس

البياض، وفى الشمايل برقم: ٦٩ فى باب (٨) ما جاء فى لباس رسول الله ﷺ، والطبرانى فى الكبير،

برقم: ٥٦٠، والعسقلانى فى تلخيص الجبير برقم: ٦٦١، والأنصارى فى خلاصة البدر المنير

برقم: ٧٧١، والأصبهاني فى حلية الأولياء (٣٧٨/٤)، والنسائى فى سننه الكبرى برقم: ٥٣٢٢، فى

كتاب الزينة: باب الأمر بلبس الثياب البيض، وابن ماجه فى سننه برقم: ٣٥٦٧، فى كتاب (٣٢)

اللباس: باب (٦) البياض من الثياب، وأبو داود فى سننه برقم: ٤٠٦١، فى كتاب (٢٦) اللباس،

باب (١٦) فى البياض، وأحمد فى مسنده برقم: ٢٢١٩، ٣٤٢٦، ٢٠٣٦٥، ٢٠٤١٦، ٢٠٤٤٧،

٢٠٤٦٣، ٢٠٤٨١، والحاكم فى المستدرک (٣٥٤/١)، فى كتاب الجنائز، واليغوى فى شرح

السنة برقم: ٣٠٨٧، (١٨/١٢)، والبيهقى فى سننه الكبرى، برقم: ٦٦٩٠، فى كتاب الجنائز، باب

(٥٠) استحباب البياض فى الكفن، وفى الآداب برقم: ٧٤٨، والطلياسى فى مسنده برقم: ٨٩٤.

”الملتقط“ ولبس السواد ليس بسنة ولا فيه فضل بل كراهة لأنه بدعة محدثة بعد رسول الله ﷺ وفي ”روضة العلماء“: أن أبا حنيفة رحمته الله قال: لبس السواد لا يجوز لأنهم كانوا لا يلبسون ذلك في زمانه ويعذونه عيباً، وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله تعالى: يجوز لأن في زمانهما كانوا يلبسون ويفتخرون به، وفي ”الكنز“ وندب لبس السواد.

ذکر عمامہ:

وفي ”الشريعة“: وقد لبس النبي ﷺ عمامة سوداء ويرسل ذنبه بين كتفيه پس در بستن دستار سنت آنست که سفید باشد بے آمیزش رنگ دیگر دستار مبارک آنحضرت رحمته الله در اکثر اوقات سفید بود و گاه سیاه و احیاناً سبز، فاما بعضی گفته اند که در وقت جنگ و غزایر سر مبارک آنحضرت رحمته الله دستار سیاه بود بعضی گفته اند که از سبب معقر یعنی خود رنگ دستار مبارک سیاه و تیره شده بود و الا آن دستار سفید بود فاما مقرر آنست که گاه دستار سیاه رنگ آنحضرت رحمته الله بسته اند و دستار خانگی رسول الله رحمته الله هفت گز یا هشت گز گفته اند و وقت نماز پنجگانه و از دوازده گز روز عید و جمعہ چهارده گز و وقت جنگ و حرب پانزده گز و علماء متأخرین تجویز کرده اند که سلطان و قاضی و مفتی و فقیہ و مشائخ و عازمی تا سی و یک ^(۳۱) گز بر سر بندند جائزست برائے وقار و تمکین و شہامت و در دستار بستن سنت آنست که دستار دراز باشد نہ عریض و عرض دستار نیم گز باشد یا کمرے کم یا کمرے زیادہ دریں تصور فور نیست و اقل درازی آن هفت گز باشد بگزرے کہ بست و چهار انگشت است کہ شش بقضہ باشد و سنت آنست کہ دستار یا طہارت بند و روے بجانب قبلہ کند و استادہ بند و ہر گاہ کہ کشاید گور گور ^۲ و عقد عقد کشاید و یکدفعہ کشاید چنانچہ پیچ بر پیچ داده است باز بہمان طریق کشاید و بعد از بستن در آئینہ یا آب یا مانند آن دیدہ راست کند و پاش بند یعنی باشملہ۔

۱۔ نزد این قول درست نیست چرا کہ خلاف ادب است۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ قولہ: گور گور: بفتح پیچ و دستار و بستن آن (منتخب اللغات)۔

و در شمله اختلاف ست اکثر اوقات پس پشت آنحضرت ﷺ بودے و احیاناً بر جانب دست راست و بر دست چپ بدعت ست و اقل مقدار شمله چهار انگشت ست و اکثر یک دست و تطویل آن متجاوز از ظہر بدعت ست و تخصیص^۱ ارسال شمله بوقت نماز نیز موافق سنت نیست و ارسال شمله مستحب ست و از سنن زوائد و ترک آن اٹھی نیست اگر چه در فعل آن ثواب و فضیلت بسیار باشد و فی "الروضة" ارسال ذنب العمامة بین الکنفین مندوب و فرو گذاشتن شمله پس پشت مستحب ست و سنت مؤکده نیست و رسول اللہ ﷺ گاہے شمله عمامہ سے گذاشت و گاہے نہ و فقہار اہل ارسال شمله بر این قیاسی بسیار ست و ارسال شمله سنت مؤکده و انند و بعضے جانب چپ نگاہ دارند و سند این قوی و معتبر نیست اگر چه بعضے و لیاہا دریں باب نوشتہ اند و علمائے متاخرین سوائے صلوات و بخاند شمله را ارسال ندارند از برائے طعن و تمسخر بیجا مال زمانہ دور "فتاویٰ حجت" و "جامع" آورده ست کہ ترک الذنب ذنب و رکعتان مع الذنب افضل من سبعین رکعة بغير ذنب والذنب ستة أنواع للقساضی خمس وثلاثون أصبعاً وللخطیب إحدى وعشرون أصبعاً وللعالَم سبعة وعشرين أصبعاً وللمتعلّم سبع عشر أصبعاً وللصوفی سبع أصابع وللعالَم أربع أصابع و دستار را شسته بند و ازار را استادہ پوشد چنانچہ در خبر ست قال ﷺ: "مَنْ تَعَمَّمَ قَاعِدًا أَوْ تَسَرَّوَلَ قَائِمًا ابْتَلَاهُ اللَّهُ تَعَالَى بِنَبَلٍ لَا دَوَاءَ لَهُ" و اگر معذور باشد جائز ست و در بعضی کتب معتبرہ نوشتہ اند کہ شغھے خود را اکثر اوقات لباس سیاہ و سبز مشہور نکرد اند کہ مکروه و ممنوع ست چنانکہ گفت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ گفت رسول خدا ﷺ: "مَنْ لَيْسَ ثَوْبٌ شُفْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللَّهُ ثَوْبٌ مُذَلِّةٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ"^(۱) و احیاناً اگر باشد متع نیست و بہترین لباس سفید ست و بہتر سیاہ یا سبز و یا شامہ و پیراہن و ردائے سیاہ و سبز بخاند ملوک و اعیان و زود کہ ممنوع ست۔

ذکر کلاه:

کلاه

و کلاه بدو نوع است یکی لایطیه دوم ناخره۔ لایطیه آنرا گویند که بر سر متصل باشد و آنحضرت ﷺ آنرا بر سر نهاده اند و ناخره آنست که متصل بر سر نباشد بلکه افراشته باشد و آن طایفه سیاه است و رسول خدا ﷺ کمتر بر سر نهاده اند و بعضی مشایخ بر سر نهند جائز است و کلاه آنحضرت ﷺ لایطیه بود و بر عمامه بستی و گاه عمامه بے لایطیه بستی۔

طریق عمامه بستن:

طریق عمامه بستن

و طریق عمامه بستن آنحضرت ﷺ گرو بود و گند نما چنانچه علماء و شرفاء عرب یان و ستوری

بندند۔

ذکر قمیص:

کمر قمیص

و آنحضرت علیه الصلوٰۃ والسلام اکثر قمیص می پوشیدند و گاهی حله حمراء می پوشیدند و حله عبارتست از دو جامه یعنی دو تومی و حمراء آن خطوط سرخ که در آن بود و مراد حمراء آن نیست که خالص

= الشُّهُرَةُ، والنِّسَائِيُّ فِي سُنَنِ الْكِبَرِيِّ بِرَقْم: ٩٥٦٠، فِي كِتَابِ الزَّيْنَةِ، ذَكَرَ مَا يَسْتَحَبُّ مِنَ الثِّيَابِ وَمَا يَكْرَهُ، وَابْنُ مَاجَةَ فِي سُنَنِهِ بِرَقْم: ٣٦٠٦، فِي كِتَابِ (٣٢) اللَّبَاسِ، بَابُ (٢٤) مِنْ لِبَاسِ شَهْرَةٍ مِنَ الثِّيَابِ، وَمَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ الْأَزْدِيُّ فِي جَامِعِهِ، بِرَقْم: ١٩٩٧٩، فِي بَابِ شَهْرَةِ الثِّيَابِ، وَأَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ بِرَقْم: ٥٦٦٤٥، ٦٢٤٥، وَأَبُو يَعْلَى فِي مُسْنَدِهِ بِرَقْم: ٥٦٩٨، وَابْنُ الْجَعْدِ الْبَغْدَادِيُّ فِي مُسْنَدِهِ بِرَقْم: ٢١٤٣، فِي عَثْمَانَ بْنِ أَبِي ذَرْعَةَ، وَالْمَنْذَرِيُّ فِي التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيْبِ بِرَقْم: ٣١٧٧، وَعَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّافِعِيُّ الْقَزْوِينِيُّ، فِي التَّدْوِينِ فِي أَخْبَارِ قَزْوِينَ (٨٢/٤)، فِي الْأَسْمِ الْعَاشِرِ. قَالَ السَّنْدِيُّ: "تُوبُ شَهْرَةٍ": أَيْ تُوبٌ يَقْصَدُ بِهِ الْأَشْتِهَارُ بَيْنَ النَّاسِ. سِوَاهُ كَانَ التُّوبُ تَقْسِيماً يَلْبَسُهُ تَفَاحِراً بِالْدُّنْيَا وَزِينَتِهَا، أَوْ خَسِيساً يَلْبَسُهُ إِظْهَاراً لِلزُّهْدِ وَالرِّبَاءِ. "تُوبُ مَذَلَّةٌ": مِنْ إِضَافَةِ السَّبَبِ إِلَى الْمَسَبِّبِ، أَوْ بَيَانِيَّةً تَشْبِيْهاً لِلْمَذَلَّةِ بِالتُّوبِ فِي الْأَشْتِمَالِ.

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثُ قِلَانِسَ، قِلَنْسُوةٌ بِيضَاءُ مُضْرِبَةٌ، وَقِلَنْسُوةٌ بَرْدٌ حَرِيرَةٌ، وَقِلَنْسُوةٌ ذَاتُ آذَانٍ يَلْبَسُهُمَا فِي السَّفَرِ، وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَسْرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَهُ قِلَنْسُوةٌ طَوِيلَةٌ وَقِلَنْسُوةٌ لَهَا آذَانٌ، وَقِلَنْسُوةٌ لَاطِيَةٌ (أَيُّ لَاصِفَةٌ بِالرَّأْسِ) رَوَاهُ أَبُو الشَّيْخِ الْأَصْبَهَانِيُّ فِي "أَخْلَاقِ النَّبِيِّ ﷺ" (ذَكَرَ قِلَنْسُوتَهُ ﷺ)

كشف الالتباس في استحباب اللباس

بود چه سرخ خالص منی عند است لبس بفتن فرموده اند و فرموده که: «إِنَّ هَذَا لِبَاسُ الْكُفَّارِ»^(۱) و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرموده اند که پیغمبر خدا ﷺ را دیدم که بهترین حلهای پوشیده و فرموده که اگر جامه مجمل و زیبا پوشد برائے اطهار نعمت حق مثاب است و اگر برائے عز و افتخار پوشد معاقب گردد و فی «الخلاصة»: لا بأس بلبس الثياب الجميلة إذا كان لا يتكبر وفي «مجمع النوازل»: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ قِيَمَتُهُ أَلْفُ دِرْهَمٍ وَرِثَاءٌ وَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ قِيَمَتُهُ أَرْبَعُمِائَةِ أَلْفٍ دِرْهَمٍ. وَأَبُو حَنِيفَةَ كَانَ يَرْتَدِي بِرِثَاءٍ قِيَمَتُهُ أَرْبَعُمِائَةِ دِينَارٍ^(۲) وَكَانَ يَقُولُ لِتَلَامِيذِهِ: إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَى أَوْطَانِكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالثِّيَابِ النَفِيسَةِ.

و آنحضرت ﷺ جامه معلّم پوشیده اند و نیز جامه سیاه پوشیده و پوشتن که اطراف آن بندکس دوخته بودند پوشیده و فی «القنية»: لفت العمامة الطويلة ولبس الثياب الواسعة حسن في حق العلماء الذين هم أعلام الهدى دون النساء فاما اصل در پوشیدن جامه آنست که از وجه خلل باشد و در جامه وجه حرام نماز قریضه نقل قبول نیست و افضل در جامه بلبس ثوبا^(۳) در حدیث آمده است مَرَّ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ. رواه الترمذی فی سننه، برقم: ۲۸۰۷، فی کتاب (۴۴) الأدب، باب (۴۵) ما جاء فی کراهیة لبس المعصفر النخ، و أبو داود فی سننه، برقم: ۴۰۶۹، فی کتاب (۲۶) اللباس، باب (۲۰) فی الحرمة. و التبریزی فی مشکاة المصابیح، برقم: ۴۳۵۳-۵۰) فی کتاب اللباس، الفصل الثانی.

و فی «البرازية» خرج عليه الصلاة والسلام وعليه رداء قيمة أربعة آلاف درهم وكان الإمام رحمه الله يرتدي برداء قيمته أربعمائة دينار وكان يقول لتلاميذه إذا رجعتكم إلى بلادكم فعليكم بالثياب النفيسة (كتاب الكراهية، الفصل السابع في اللبس) وفي «البحر» عن «الذخيرة» سئل عن الزينة فقال ورد عنه عليه الصلاة والسلام أنه خرج وعليه رداء قيمتها أربعة آلاف درهم، فقال: إذا أنعم الله على العبد بنعمة يجب أن يظهر أثرها عليه (كتاب الكراهية، فصل في اللبس) مع قول معلّم بمعنى منقش

(۱) أخرجه الطحاوی فی شرح معانی الآثار برقم: ۶۵۴۹، فی کتاب (۲۶) الكراهية، باب (۵) لبس الحریر، و الزرعی فی حاشیة ابن قیم (۷۹/۱۱).

وسطاً لا جیداً غایة ولا ردیاً غایة وجامہ کہ در خلق متعارف و مشہورست بیش از دو مرتبہ آنحضرت ﷺ پوشیدہ اند یکمرتہ نجاشی یعنی بادشاہ حبشہ بطریق ہدیہ بجناب آنحضرت ﷺ مرسل داشتہ بود از پوشیدہ بحجر طیار (ﷺ) کشیدند و مرتبہ ثانی از تحف و ہدایائے یمن آمدہ بود از پوشیدہ بدیہ الکلبی (ﷺ) کشیدند۔

ذکر جیب:

وجیب یعنی گریبان آن جامہ از جانب بغل چپ دوختہ بود و علاقہ بستن آن بغل راست بود چنانچہ درین زمانہ معمولست و معروف و مشہور و در "روضۃ المعانی" و "زاد الفقہاء" کہ تصنیف صاحب "صحیح بخاری" و امام نووی ست نیز ہمیں دستورست کہ روئے گریبان جامہ بطرف دست راست بود و در "روضہ" است کہ در زمان سابق چون غازیان بحرب کافراں میرفتند و فرصت ہر وقت از دست غنیمت نمی یافتند خبز و تمر و غیرہ ماکولات را در جیب و گریبان نگاہداشتہ در راہ میرفتند و لجام اسپ را بدست چپ گرفتہ لقمہ و لقمہ و یکاں یکاں خرا از دست راست بر آورده میخوردند و در زمان عمر بن عبدالعزیز و ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمیں دستور گریبان جامہ بود و آنہا کہ بدعت جدیدہ میگویند از راہ نافرمانی ست و در بخارا را بای علم و فضل اجزائے کتب و نسخ جیب و گریبان نگاہداشتہ و در راہ از جیب و بغل بر آورده مطالعہ کردہ براہ میرفتند و در مجلس بادشاہاں و علمائے دین و صلحائے اہل صدق و یقین بعد از فراغ از اکل طعام تیمنا و تبرکات را در گریبان و بغل نگاہ میداشتند تا کہ ہر خاص و عام کہ بخانہ خود ہار و داہل بیت خود را بہ تبرک فائز گردانند و در مال و نقد را در جیب و گریبان نگاہ می دارند و این ہمہ استعمال دست راست بروئے گریبان دست راست میشود و اگر روئے گریبان جامہ بدست چپ می شد استعمال دست راست میرفت و بدست چپ حرج بسیار میشد و منی اسلام ست بدست چپ روئے گریبان کردن کہ طریقہ محوس و آتش پرستان ست و بادشاہ اسلام و قاضی را باید کہ ازین طریقہ کہ روئے گریبان جامہ بجناب چپ باشند منع فرماید و زجر کند و در زمان عمر بن عبدالعزیز شخصے برائے گواہی دادن در محکمہ آمدہ بود و روئے گریبان علاقہ بستن

باب
جیب
ما

كشف الالتباس في استحباب اللباس

اوجانب چپ بود قاضی روشہادت او فرمود و درکتوب نو و ویکم شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کہ عمدہ علماء و شیخ وقت خود بود او نیز چنین نوشتہ کہ جیب درجامہ دو قطن سنت است از جانب راست برائے آنکہ تا دست راست آسان دروے فرو تو اں کرو و در قرآن مجید در حق حضرت موسیٰ علیہ السلام ﴿وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجَ يَظْأَلُ﴾ [النمل: ۲۷/۱۲] و ہر جامہ کہ اہل اسلام دوزند یا جیب دوزند کہ دروے فوائد بسیارست تا بوقت حاجت شانہ و چیز ہائے دیگر دروے نہ بند و بدست راست برآرند و در عرب استعمال قصب الحجب ست این نیز عمل بردست راست ست۔ و در جامہ و پیراہن وجہ پوشیدن سنت آنست کہ اول دست راست بآستین راست آورد باز دست چپ بآستین چپ کند و بس۔

ذکر رداء و چادر:

رداء و چادر از دست راست بدوش چپ اندازد چنانچہ معمول ست و لفافہ مردہ را ہمیں دستور کند چرا کہ لفافہ مردہ حکم چادر و رداے زندہ دارو و این دستور در اکثر کتب فقہ مسطور ست و آنہا کہ جامہ را بقیاس پوشیدن رداء و چادر حمل می کنند خلاف شرع ست و بدعت را رواج میدہند باید کہ از این طریقہ اجتناب کنند تا مشابہ شوند و معاقب نگردند و در پیراہن وجہ و خرقہ آستین فراخ کردن سنت صحابہ و مشائخ ما تقدم ست تا وقت وضو کردن و کارے کردن آسان باز تو اں پیچید و اگر خواہند مُسَمَّح یا چیزے دیگر ہم در آستین تو اں نہاد و فراویز بر سر آستین و پایدا من جامہ دو قطن سنت ست و صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کہ پیراہن وجہ را فراخ و کشادہ کردہ انداز برائے آنکہ وجود شریف آنہا در ریاضت و مشقت قیام و صیام خیلے لاغر و ضعیف شدہ باشد برائے بہت و شہامت می پوشیدند تا در چشم دشمنان و کافران حقیر نیامند و ہرچہ ایشان کردہ انداز راہ نفس نگروہ اند بلکہ برائے ترویج و استقامت دین بود۔

ذکر رداء و چادر

ذکر قبا:

وقبا جامه را گویند که گریان دار باشد و آن متعارفت در عرب و عجم و استعمال پوشیدن آن در عجم بسیارست و رسول خدا ﷺ پوشیده اند و روی گریانش و علاقہ بستن آن بر جانب دست راست بود و جبّه رومیّه که آستین آن تنگ بود آنرا نیز آنحضرت ﷺ پوشیده و هنگام وضو دست از آستین بر آورده اند یعنی آن جبّه چنان تنگ بود که بے آنکه دست از آستین بر آرند شستن آن میسر نبود و تحقیق شده که آنرا در سفر پوشیده اند و بریں اتفاق است ^۱ که جبّه و قبا تنگمه دار پوشیده اند و قبا را گاهے تنگمه دار میدوزند چنانچه جامه تنگمه دار که دریں زمانه مشهور بقادر است -

ذکر جیب قمیص:

و ثابت شده که جیب قمیص آنحضرت ﷺ بر سینه مبارک وے بود چنانچه احادیث بسیار بر آن دلالت دارد و علمائے حدیث تحقیق آن نموده اند و عرف تمام دیار عرب خلفاء عن سلف از ابتدائے یکن تا اقصائے مغرب بر آن شده و بعضی از مردم که نزد ایشان علم بسنت نیست گمان برده اند که گذاشتن جیب قمیص بر سینه بدعت است چوں در بعضی از دیار عجم جیب بر سینه عادت نساء شده است بعضی از فقها بیکراهت آن حکم کرده اند از جهت تشبیه نساء و شک نیست که این عادت حادث است و تحقیق آنست که جیب پیراهن نبوی ﷺ بر سینه بود و فقهاء که بر کشفین شق جیب مقرر کرده اند بطریق سبب آنحضرت ﷺ است و این مقدمه را در ترجمه قرق ^۲ "مشکوة المصایح" و در شرح عربی ^۳ آن و اخراج تر و شتام و اگر احیاناً شق جیب کشفین پیراهن آنحضرت ﷺ پوشیده باشند سند آن

۱ و عن المغيرة بن شعبة: أن النبي ﷺ لبس جبّة رومية ضيقة الكتفين (مشكاة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الأول، وأخرجه البخاري ومسلم في صحيحهما، والترمذي في سننه، وأحمد في المسند)

۲ أشعة اللمعات، كتاب اللباس، الفصل الأول -

۳ قوله: تنگمه بالضم گوی گریان از برهان و لغات ترکی که بیهندی آنرا گھنڈی گویند راج (غیاث اللغات)

۴ أشعة اللمعات

۵ لمعات التنقيح

بقتباء رسیدہ باشند فاسند قطعی مطابق علمائے حدیث جائے نیست۔

ذکر خرقہ و فرجی:

خرقہ و فرجی ^۱ لولہا چہ علماء و مشائخ و صلحاء پوشیدہ اند اگرچہ سند قوی درین باب نیست و در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایس لباس نبود و اگر کسی پوشد مباح است لا بأس و میگوید کہ واضح فرجی فرعون است و ایں در کتب معتبرہ دیدہ نشدہ و ثابت نگشتہ باید کہ ہنگام نماز آستین آل بیروں آرد و فرو گذارد کہ مکروه است۔

ذکر ازار:

وازار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از بالائے ناف تا فوق کعبین بودہ و اینقدر سست و از ناف تا زانو ستر فرض است و بعضے ناف را در عورت نگرفتہ اند چرا کہ ناف حسین رضی اللہ عنہما را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ اند و ہمہ بریں قیاس سراویل کہ در عجم متعارفست و آنرا شلوار میگویند بمقدار ازار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باید و اگر زیر شتانگ بادوسہ چین واقع شود بدعت و گناہ است و در حدیث آمدہ کہ گفت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام: "لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا" ^(۱) یعنی نظر نمیکند خدا بپیشانی جل شانہ روز قیامت سوے کسی کہ بکشد ازار خود را و دراز سازد بطریق تکبر و اسراف و طغیان نعمت و ازین قید معلوم میشود کہ اگر از روی تکبر نباشد و بجهت عذرے باشد مثل مرض و ردت کردہ فروتر از بود و نزاد فقہا ازار کہ فروتر از شتانگ باشد حرام است و بدعت است محض چنانچہ فرمود رسول ^۱ قولہ: فرجی، بالفتح و جیم عربی نوعی از قبائے بے بند کشادہ پیش بعض تگہ افزایند و بیشتر بر فراز جامہ پوشند از آئین اکبری (غیاث اللغات)

^۲ قولہ: لہا چہ بالفتح بمعنی فرجی بالا پوش از سراج دیر بان ظاہر انواع است از قبائے۔

(۱) أخرجه عبد الله بن أحمد بن حنبل الشيباني في السنة لعبد الله بن أحمد برقم: ۱۲۳۸، والبخاري في صحيحه برقم: ۵۷۸۸، في كتاب (۷۷) اللباس: باب (۵) من جر ثوبه من الخيلاء، والبيهقي في شعب الإيمان برقم: ۶۱۳۳، في باب (۴۰) في الملابس والأواني، فصل في موضع الإزار، والقرطبي في التفسير (۳۱۰/۱۳)، ومسلم في صحيحه برقم: ۴۸- (۲۰۸۷)، في كتاب (۳۷) اللباس، باب (۹) تحريم جر الثوب خيلاء الخ، وابن خزيمة في صحيحه برقم: ۷۸۱، في =

عليه الصلوة والسلام: "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلًا لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ" (١)، وَقَالَ عَلَيْهِ

= باب التغليظ في إسبال الإزار، في الصلاة، وابن حبان في صحيحه برقم: ٥٤٤٦، في ذكر الإخبار عن موضع الإزار للمرء المسلم، ويرقم: ٥٤٤٧، في ذكر البيان بأن لباس الإزار من أسفل من الكعبين الخ، ويرقم: ٥٤٥٠، في ذكر خبر قد يوهم غير المتجر الخ، والهشمي في موارد الظمان برقم: ١٤٤٥، في باب ما جاء في الإزار، وأبي عوانة في مسنده-١: برقم: ٨٥٦٠، ٨٥٦١، ٨٥٦٩، ٨٥٧٠، في التشديد في اغترار المرء بلباسه الخ، ويرقم: ٨٦٠٢، ٨٦٠٥، في الخبر الموجب رفع الرجل إزاره إلى أنصاف الساقين الخ، والبيهقي في سننه الكبرى برقم: ٣٣١٧، في كتاب الصلاة، باب (٣٢٥) موضع الإزار من الرجل، وأبو داود، في سننه برقم: ٤٠٩٣، في كتاب (٢٦) اللباس، باب (٣٠) في قدر موضع الإزار، والنسائي في سننه الكبرى برقم: ٩٧١٤، ٩٧١٧، وابن ماجة في سننه برقم: ٣٥٧٣، في كتاب (٣٢) اللباس، باب (٧) موضع الإزار أين هو، ومالك في الموطأ، برقم: ١٦٩٩، في كتاب (٤٨) اللباس، باب (٥) ما جاء في إسبال الرجل ثوبه، والطبراني في الأوسط، برقم: ٩٧٧، ٥٢٠٤، وأحمد في مسنده برقم: ٥٣٧٧، ٨٩٩٢، ٩١٤٤، ٩٢٩٤، ٩٥٥٠، ٩٨٥٤، ١٠٠٢٤، ١٠٢١٠، ١١٠٢٣، ١١٤١٥، ١١٩٤٤، وأبو بكر الحميدى في مسنده برقم: ٧٣٧، وإسحاق بن راهوية في مسنده، برقم: ٧٢، ٧٠، والطلياسي في مسنده برقم: ٢٢٢٨، ٢٤٨٧، وأبو يعلى في مسنده، برقم: ٦٣٢٤، ٦٣٣٤، وابن الجعد في مسنده، برقم: ١١٣٥، والبيهقي في شعب الإيمان برقم: ٦١٣٣، في باب (٤٠) في الملابس والأواني، فصل في موضع الإزار، والمنذرى في الترغيب والترهيب برقم: ٣٠٩٠، ٣٠٩٦، وابن عبد البر في تمهيده، (٢٢٥/٢٠)، وابن عدى في الكامل (١٨٣/٤)، (٣٥٦/٦)، والظاهرى في المحلى برقم: ٤٢٨.

قال السيوطى في شرحه على "الموطأ": (بطراً) بفتح الطاء أى تكبراً وطمعاً.

قال السندى: "إزاره" بالكسر، للحالة والهيئة أى هيئة إزار المؤمن أن يكون الإزار إلى أنصاف ساقيه، تقريباً وتخيماً. لا تحقيقاً. "وما أسفل من الكعبين": قيل يحتمل أنه منصوب على أنه خبر كان المحذوفة. أى ما كان أسفل. أو مرفوع بتقدير المبتدأ، أى ما هو أسفل. وتحتمل أنه فعل ماض. "بطراً": أى تكبراً.

(١) أخرجه القرطبى في التفسير (٧١/١٤)، (٦٦/١٩)، ومسلم في صحيحه برقم: ٤٢-٢٠٨٥، في كتاب (٣٧) اللباس، باب (٩) تحريم جر الثوب خيلاً الخ، و البخارى في صحيحه برقم: ٣٦٦٥، في كتاب (١٠) فضائل أصحاب النبى ﷺ، باب (٥) قول النبى ﷺ: "لو كنت متخذاً خيلاً"، ويرقم: ٥٧٨٣، في كتاب (٧٧) اللباس، باب (١) قوله تعالى: ﴿قُلْ مَنْ =

كشف الالتباس في استحباب اللباس

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: "مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكُعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَهُوَ فِي النَّارِ" (١).

= حَرَمَ زِينَةُ اللَّهِ (الاية) الخ، و برقم: ٥٧٨٤، باب (٢) من جر إزاره من غير خيلاء، وابن حبان في صحيحه برقم: ٥٤٤٤، في ذكر الخبر المفسر للفظه المجمله التي تقدم الخ، وأبى عوانة في مسنده ١٠: برقم: ٨٥٧٢، ٨٥٨٢، ٨٥٩٣، والترمذى في سننه برقم: ١٧٣٠، في كتاب (٢٥) اللباس، باب (٨) ما جاء في كراهية جر الإزار، و برقم: ١٧٣١، في باب (٩) ما جاء في جر ذيل النساء، والبيهقي في سننه الكبرى برقم: ٣٣١٤، في كتاب الصلاة، باب (٣٢٤) كراهية السدل في الصلاة، وتغطية الفم، وأبو داود في سننه برقم: ٤٠٨٥، في كتاب (٢٦) اللباس، باب (٢٨) ما جاء في إسبال الإزار، والنسائي في سننه الكبرى برقم: ٩٧١٩، ٩٧٢٦، ٩٧٣٠، ٩٧٣٥، وفي سننه المجتبى برقم: ٥٣٤٢، في كتاب (٤٨) الزينة، باب (١٠٠) التغليظ في جر الإزار، و برقم: ٥٣٤٩، ٥٣٥٠، في كتاب (٤٨) الزينة، باب (١٠٤) إسبال الإزار، و برقم: ٥٣٥١، في كتاب (٤٨) الزينة، باب (١٠٥) ذيل النساء، وابن ماجه في سننه برقم: ٣٥٧١، في كتاب (٣٢) اللباس، باب (٦) من جر ثوبه من الخيلاء، و معمر بن راشد في جامعه، برقم: ١٩٩٨٠ و ١٩٩٨٤، في باب إسبال الإزار، والطبراني في الأوسط، برقم: ١٤٧٧، ٢٧٩١، وأحمد في مسنده برقم: ٤٨٨٤، ٥٠١٤، ٥٠٥٥، ٥٠٥٧، ٥١٧٣، ٥٢٤٨، ٥٣٥١، ٥٣٥٣، ٥٨٠٣، ٥٨١٦، ٦١٢٣، ٦١٥٠، ٦٢٠٣، ٦٢٠٤، ٦٣٤٠، ٦٤٤٢، ١٠٥٤٨، ١١٣٧٠، والحميدى في مسنده برقم: ٦٣٦، وأبو يعلى في مسنده برقم: ٥٥٧٢، والطبراني في الكبير، برقم: ١٣١٧٨، والبيهقي في شعب الإيمان برقم: ٦١١٦، في باب (٤٠) في الملابس والأواني، فصل فيما ورد من التشديد على من جر ثوبه خيلاء، والمنذرى في الترغيب والترهيب برقم: ٣٠٩٥، ٣٠٩٦، ٣٠٩٧، وابن عبد البر في تمهيد (٢٤٤/٣)، والسيوطى في الديباج برقم: ١٠٦، والقيسراني في تذكرة الحفاظ برقم: ٨٩٤، والواسطى في تاريخ واسط فى أبو بكر عبد الرحمن بن حماد بن سويد.

قال الترمذى: هذا حديث حسن صحيح. قال السيوطى فى "الديباج"، بعد ذكر الحديث: وقد رخص ﷺ فى ذلك لأبى بكر حيث كان جره لغير الخيلاء. قال السندى: قوله: (لم ينظر الله إليه) أى نظر رحمة والمراد أنه لا يرحمه مع السابقين استحقاقاً وجزاء وإن كان قد يرحمه تفضلاً وإحساناً والله تعالى أعلم.

(١) أخرجه البخارى في صحيحه برقم: ٥٧٨٧، في كتاب (٧٧) اللباس، باب (٤) ما أسفل من الكعبين فهو فى النار، والنسائى فى سننه الكبرى برقم: ٩٧٠٥ و ٩٧١٨، فى لبس السراويل لمن لم يجد الإزار، وفى سننه المجتبى برقم: ٥٣٤٦، فى كتاب (٤٨) الزينة، باب (١٠٣) ما تحت الكعبين من الإزار، وأحمد فى مسنده برقم: ٥٧١٣، ٩٣٠٨، ٩٩٣٦، ١١٠٤٢، ١١٠١١، ٢٠١١٠ =

وآيتين بغيرهن وجامه وقباو جبة آنحضرت عليه الصلوة والسلام گاه تا بند دست بودو گاه تا سر انگشتان موافق ایام حرارت و برودت مقرر شده وگا ه بے این دو شق یعنی حرارت و برودت نیز بودو و جامه وقباے آنحضرت ﷺ بے چین کمر بودو و چین کمر زینت ست و جامه آنحضرت ﷺ بے بند بایں زیادو بودو یعنی بغیر از بند بایں یستن زیادو بودو و علمای متاخرین لا باس گفتو اندو لباس ابریشمی پوشیدن حرام ست بر مردان^۱ را چنانچه فرمود علیہ الصلوۃ والسلام: "مَنْ لَيْسَ الْحَرِيرُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ"^(۱). ونبی کریم است رسول خدا ﷺ از

لے فی "الدر": یحرم لبس الحریر ولو بحائل بینہ و بین بدنہ علی المذهب الصحیح۔

= ۲۰۳۵۸، و أبو بکر الحمیدی فی مسنده برقم: ۷۳۷، وابن عبد البر فی مسنده، (۲۰/۲۲۸)، وابن عدی فی الکامل برقم: ۸۲۰.

قال السيوطي: (ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار) قال الكرمانی: ما موصولة وبعض صلاته محذوف وهو كان وأسفل خبره، ويجوز أن يرفع أسفل، أى ما هو أسفل وهو أسفل ويحتمل أن يكون فعلاً ماضياً. وقال الزركشى: من الأولى لا ابتداء الغاية والثانية للبيان. وقال الخطابي: يزيد أن الموضع الذى يناله الإزار من أسفل الكعبين من رجله من النار كنى بالثوب عن بدن لابس.

قال السندي: قوله (ما أسفل) قيل: يحتمل أنه منصوب على أنه خير كان المحذوف، أى ما كان أسفل أو مرفوع بتقدير المبتدأ أى ما هو أسفل ويحتمل أنه فعل ماض.

(۱) أخرجه القرطبي في التفسير (۱۲/۲۹)، والبخاري في صحيحه، برقم: ۵۸۳۴، في كتاب (۷۷) اللباس، باب (۲۵) لبس الحرير وافتراشه للرجال الخ، ومسلم في صحيحه برقم: ۲۱- (۲۰۷۳)، ۲۲- (۲۰۷۴)، في كتاب (۳۷) اللباس، باب (۲) تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء وخاتم الذهب والحرير على الرجل الخ، وابن حبان في صحيحه، برقم: ۵۴۲۹، في ذكر بيان أن من لبس الحرير في الدنيا الخ، وبرقم: ۵۴۳۵، في ذكر نفى لبس الحرير الخ، وبرقم: ۵۴۳۶، في ذكر تحريم الله جلّ وعلا لبس الحرير في الجنة على من لبسه في الدنيا من الرجال، وبرقم: ۵۴۳۷، في ذكر البيان بأن لا لبس الحرير في الدنيا الخ، والحاكم في المستدرک علی الصحیحین برقم: ۷۲۱۶، ۷۴۰۴، في كتاب الأشربة، والهيثمي في =

كشف الالتباس في استحباب اللباس

پوشیدن حریر مگر چهار انگشت چنانچه آمدہ نہی رَسُولُ اللہ ﷺ عَنْ لُبِّسِ الْحَرِيرِ إِلَّا فِي مَوْضِعٍ
أَصْبَحَ أَوْ أَصْبَعَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ^(۱) . وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ حَرِيرًا أَفْجَعَلَهُ

= موارد الطمان برقم: ۱۴۶۱، فی باب ما جاء فی الحریر والذهب وغير ذلك، و أبو عوانة فی مسنده- ۱: برقم: ۱۴۷۷، ۸۵۰۶، وفی باب إباحة الثوب الذی فیہ العلم الخ، برقم: ۸۵۱۱، ۸۵۱۳، والترمذی فی سننه برقم: ۲۸۱۷، کتاب (۴۴) الأدب، باب (۵۲) ما جاء فی کراهیة الحریر والدياج، والهیشمی فی مجمع الزوائد (۱۳۸/۵-۱۴۲)، والبيهقی فی سننه الکبری، برقم: ۴۲۰۳، ۴۲۰۴، وفی کتاب الصلاة، باب (۵۱۶) نهی الرجال عن ثياب الحریر، وبرقم: ۶۰۸۴، فی کتاب صلاة الخوف، باب (۱۸) الرخصة فی العلم وما يكون فی نسجة قر ووطن الخ، والنسائی فی سننه الکبری، برقم: ۶۸۶۹، وفی لبس الحریر، برقم: ۹۵۸۳، ۹۵۸۴، ۹۵۸۵، ۹۵۸۶، ۹۵۸۷، ۹۵۸۸، ۹۵۸۹، ۹۵۹۰، ۹۶۰۸، ۹۶۰۹، ۹۶۱۱، ۹۶۲۱، ۹۶۲۳، ۹۶۲۵، ۱۱۳۴۴، وفی سننه المجتبى برقم: ۵۳۱۹، ۵۳۲۰، فی کتاب (۴۸) الزینة، باب (۹۰) التشدید فی لبس الحریر الخ، وابن ماجة فی سننه برقم: ۳۵۸۸، فی کتاب (۳۲) اللباس، باب (۱۶) کراهیة لبس الحریر، وابن أبی شیبة فی مصنفه، برقم: ۲۴۶۳۳، فی کتاب (۱۸) اللباس والزینة، باب (۲) لبس الحریر وکراهیة لبسه، والطحاوی فی شرح معانی الآثار برقم: ۶۵۳۲، فی کتاب (۲۶) الکراهیة، باب (۵) لبس الحریر، وأحمد فی مسنده برقم: ۱۸۱، ۲۵۱، ۲۶۹، ۳۲۱، ۱۱۱۹۵، ۱۲۰۰۴، ۱۲۰۰۸، ۱۴۰۲۴، ۱۴۰۳۷، ۱۶۱۶۳، ۱۶۲۱۷، ۱۷۴۶۷، ۱۷۵۶۷، ۲۷۹۶۹، والطبرانی فی مسند الشامیین برقم: ۱۲۲۰، والعلیاسی فی مسنده، برقم: ۴۳، ۲۲۱۷، وأبو یعلی فی مسنده برقم: ۱۷۵۱، ۶۸۱۵، ۶۸۱۷، وابن الجعد فی مسنده برقم: ۹۷۵، فی قتادة عن داود السراج، وبرقم: ۱۴۲۳، وفی من حدیث جابر برقم: ۲۳۶۰، والطبرانی فی الکبیر، برقم: ۹۷۷۹ (۱۱/۱۰)، وبرقم: ۹۰۴ (۳۲۷/۱۷)، وبرقم: ۹۰۵، وبرقم: ۱۷۰، ۱۷۱ (۶۵/۲۴)، وابن عبد البر فی مسنده (۲۴۶/۱۴-۲۴۷)، (۸/۱۵)، والبخاری فی التاریخ الکبیر برقم: ۶۴۱، فی باب الخلیفة، والمزی فی تهذیب الکمال برقم: ۱۷۸۲، ۷۹۹۴، والباہجی فی التعدیل والتجریح برقم: ۱۷۴۰، والعسقلانی فی الإصابہ برقم: ۴۳۱۸، فی الطاء بعدها الفاء، والظاهری فی المحلی (۴۰/۴)، (۸۲/۱۰).

(۱) أخرجه البخاری فی صحیحه برقم: ۵۸۲۹، فی کتاب (۷۷) اللباس، باب (۲۵) لبس الحریر وافتراشه للرجال وقدر ما يجوز منه، ومسلم فی صحیحه برقم: ۱۲- (۲۰۶۹)، فی کتاب (۳۷) اللباس والزینة، باب (۲) تحریم استعمال إناء الذهب والفضة علی الرجال والنساء الخ، =

فِي يَمِينِهِ وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ، فَقَالَ: "إِنَّ هَذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي" (١). و

= وابن حبان في صحيحه برقم: ٥٩٤١، في ذكر بعض الوقت أبيض لبس الحرير للرجال فيه، وأبو عوانة في مسنده- برقم: ٨٥١٨، ٨٥١٩، ٨٥٢٢، ٨٥٢٤، والبيهقي في سننه الكبرى برقم: ٦٠٨٣، في كتاب صلاة الخوف، باب (١٨) الرخصة في العلم وما يكون في نسجة قز وقطن الخ، والنسائي في سننه الكبرى برقم: ٩٦٢٩، والطحاوي في شرح معاني الآثار برقم: ٦٥٢٦، في كتاب (٢٦) الكراهة، باب (٥) لبس الحرير، وأحمد في المسند برقم: ٣٦٥، ١٧٠٠١، ٣٣٦٥٨.

(١) أخرجه أحمد في المسند برقم: ٩٣٥، ومحمد بن عبد الواحد الحنبلي في الأحاديث المختارة برقم: ٥٩٠، والهشمي في مجمع الزوائد (١٤٣/٥)، والبيهقي في سننه الكبرى برقم: ٤٢١٩، في كتاب الصلاة، باب (٥٢٠) الرخصة في الحرير والذهب للنساء، وأبو داود في سننه برقم: ٤٠٥٧، في كتاب (٢٦) اللباس، باب (١٤) في الحرير للنساء، والنسائي في سننه الكبرى برقم: ٩٤٤٥، في باب الكراهية للنساء في إظهار الحلى والذهب، وفي سننه المجتبى برقم: ٥١٥٩، ٥١٦٠، ٥١٦١، في كتاب (٤٨) الزينة، باب (٤٠) تحريم الذهب على الرجال، وابن ماجة في سننه برقم: ٣٥٩٥، في كتاب (٣٢) اللباس، باب (١٩) لبس الحرير والذهب للنساء، وابن أبي شيبة في مصنفه برقم: ٢٤٦٣٥، في كتاب (١٨) اللباس والزينة، باب (٢) في لبس الحرير وكراهية لبسه، والطحاوي في شرح معاني الآثار برقم: ٦٥٥٨، في كتاب (٢٦) الكراهة، باب (٥) لبس الحرير، والطبراني في الأوسط برقم: ٧٨٠٩، وأحمد في المسند برقم: ٩٣٥ (١/١١٥)، والبيهقي في شعب الإيمان برقم: ٦٠٨٢، في باب (٤٠) في الملابس والأواني وما يكره منها، والمنذرى في الترغيب والترهيب برقم: ٣١١٦، والعسقلاني في الدراية في تخريج أحاديث الهداية برقم: ٩٣٩، والزيلعي في نصب الراية في فصل في اللبس.

قال السيوطي: (إن هذين حرام) قال ابن مالك في شرح الكافية: أراد استعمال هذين فحذف استعمال وأقام هذين مقامه فأفرد الخبر.

قال السندی: قوله (إن هذين) إشارة إلى جنسهما لا عينهما فقط (حرام) قيل: القياس حرامان إلا أنه مصدر وهو لا يثنى ولا يجمع أو التقدير كل واحد منهما حرام، فأفرد لثلاثتهم الجمع، وقال ابن مالك: أى استعمال هذين فحذف المضاف وأبقى الخبر على إفراده وعلى كل تقدير، فالمراد استعمالهما لبساً وإلا فلا استعمال صرفاً وإنفاقاً وبيعاً جائز للكل واستعمال الذهب باتخاذ الأواني منه استعمالها حرام للكل والله تعالى أعلم.

کشف الالتباس فی استحباب اللباس

لباس حریر مردان را وصیایاں را پوشیدن حرام است مگر برزتها و صبیہا یعنی دختران نابالغہ را رواست و اگر برائے دفع خارش و جرب و دفع سوداء پوشد رواست و برائے دفع قمل پوشیدن حریر لا بأس است۔ و اگر در معجون ابریشم مخلوط کردہ بخورد جائز است۔ و لباس حریر بر زیر بن العوام و عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما آں حضرت ﷺ مباح گردانیدہ اند کہ ایشانرا خارش بدن از جهت قمل بود پس ازوے مفہوم شد کہ لبس حریر حرام است إلا برائے حاجت و مصلحت و این مذہب شافعی است و نزدیک مالک جائز نیست اصلاً و در "ہدایہ" میگوید کہ لا بأس است حریر و دیبا در حرب عندہما رحمہما اللہ زیرا کہ دفع است مرتخی سلاح را و مہیب ترست در چشم دشمن و نزد امام اعظم رحمہ اللہ مکروہ است از جهت اطلاق نبی و ضرورت مندفع است بمخلوط و صاحبیہ گویند کہ حریر خالص دفع ترست و لباس معصفر و مزعفر حرام است مردان را و علماء و ادراہلباس معصفر اختلاف است بعضی آنرا مطلق حرام دانند و بعضی مباح گویند کہ بعد از یافتن اگر رنگ کردہ شدہ باشد حرام است و اگر یافتن بعد از رنگ است مباح است و بعضی گویند کہ اگر راجحہ آں زائل شدہ باشد مباح است و إلا حرام و بعضی گویند کہ لبس آں در مجالس و محافل مکروہ باشد و اگر در خانہ پوشند مختار اند و درست است۔ و در مذہب حنفی کراہت تحریمی است و نماز گذاردن بآں مکروہ است و در رنگ سرخ از غیر مزعفر نیز اختلاف است و شیخ قاسم حنفی کہ از اعظم علمائے متاخرین مصر است تحقیق نمودہ و فتوی دادہ کہ حرمت از جهت لون است پس ہر سرخ حرام و مکروہ باشد و آنحضرت ﷺ بکیم پوشیدہ اند و عَلَیْہِ مِرْطٌ مَرَحَلٌ مِنْ شَعْرِ أَسْوَدَ^(۱) یعنی بر رسول اللہ ﷺ چادر از بٹم یا از موی یا از کتان یا از تریز بود و رواست گفتہ

لے عن عمران بن حصین أن النبی ﷺ قال: "لا ألبسُ المعصفر"، عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص، قال رأی رسول اللہ ﷺ عَلَیَّ ثوبین معصفرین، فقال: "إنْ هذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسہما وفي رواية: قلت: أغسلہما؟ قال: "بل أحرقہما"، أخرجه مسلم فی صحیحہ، (کتاب اللباس والزینۃ، باب النهی عن لبس الرجل الثوب المعصفر، الحدیث: ۲۷-۲۸ (۲۰۷۷))، والنسائی فی سننہ (الحدیث: ۵۳۱۶) وأحمد فی "المسند" (۱۶۲/۲).

(۱) أخرجه مسلم فی صحیحہ برقم: ۳۶- (۲۰۸۱)، فی کتاب (۳۷) اللباس، باب (۶) التواضع فی اللباس والاقتصار علی الغیظ منه الخ، و برقم: ۶۱- (۲۴۲۴)، فی کتاب (۴۴) فضائل =

كشف الالتباس في استحباب اللباس

مرط مرحل بکسر میم و سکون را چادر از صوف یا از کتان و در "نهایه" گفته مرط از چشم باشد و گاهی از خز و جز آن نیز بود و شرح و بسط این مقدمه در ترجمه "مشکوٰۃ" کرده ایم آنجا ملاحظه نمایند.

و کرموزه:

کرموزه

موزه سیاه و اشتمن سفت ست و زرد رخصت ست و سرخ بدعت ست لِأَنَّ النَّجَاشِيَّ أَغْدَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ فَلَبَسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ^(۱) مسح موزه ثابت است بمقت رسول الله علیه الصلوة والسلام و آنرا ترک کنند مگر ضال و مبتدع و روا باشد مسح بر موزه کرون اگر بر طهارت کامل پوشیده باشد یعنی معذور و متعمم نباشد که طهارت ایشان ناقص ست اما اگر مسلمانی اول پایبداشت و موزه پوشید بعد ازاں وضو تمام کرد و بعد از حدیث مسح موزه روا باشد نزد یک امام و با وجوب ایضاً رواست پوشیدن و حکم موزه دارو.

= الصحابة رضى الله تعالى عنهم، باب (۸) فضائل أهل بيت النبي ﷺ، وأبو عوانة في مسنده ۱- برقم: ۸۵۴۹، في الترغيب في لبس ثياب الحبر الخ، و البيهقي في سننه الكبرى برقم: ۴۱۸۳، في كتاب الصلاة، باب (۵۱۱) ما يصلى عليه وفيه من صوف أو شعر، وأبو داود في سننه برقم: ۴۰۳۲، في كتاب (۲۶) اللباس، باب (۶) في لبس الصوف والشعر، و الترمذی في سننه برقم: ۲۸۱۳، في كتاب (۴۴) الأدب، باب (۴۹) ما جاء في الثوب الأسود، و إسحاق بن راهوية الحنظلي، في مسنده ۱- ۲، برقم: ۱۲۷۱، والمنذرى في الترغيب والترهيب برقم: ۴۹۸۱، ۳۱۵۸.

(۱) أخرجه الترمذی في سننه برقم: ۲۸۲۰، في كتاب (۴۴) الأدب، باب (۵۵) ما جاء في الخف الأسود، وفي الشمايل برقم: ۷۴، في باب (۱۰) ما جاء في خف رسول الله ﷺ، و البيهقي في سننه الكبرى برقم: ۱۳۴۵، في كتاب الطهارة، باب (۲۷۸) الخف الذي مسح عليه رسول الله ﷺ، وأبو داود في سننه برقم: ۱۵۵، في كتاب (۱) الطهارة، باب (۵۹) المسح على الخفين، وابن ماجه في سننه برقم: ۵۵۴۹، في كتاب (۱) الطهارة و سننها، باب (۸۴) ما جاء في المسح على الخفين، و برقم: ۳۶۲۰، في كتاب (۳۲) اللباس، باب (۳۱) الخفاف السود، و أحمد في مسنده برقم: ۲۳۰۳۱ (۲۵۳/۵)، و البخاری في التاريخ الكبير ۴ برقم: ۳۶۲۲، في باب حجیر، و ابن عدی في الكامل في ضعفاء الرجال، برقم: ۶۴۴، و المعزی في تهذيب الكمال (۲۸۴/۵)، و الأنصاری في طبقات المحلّثین بأصبهان (۲۷۷/۲)، و الزهري في =

ابتدای ثبوت تا انتہائے مرض الموت برہنہ پاگاہے نکلتیہ اندگر در محن کعبہ و تجلیں در جائے عبادت و بعضے از اعزہ صالحین کہ برہنہ پا در کوچہ و بازار مشی کنند خلاف سنت است و اگر صحراباشد از برائے انکسار نفس و تواضع مشی کند چنانزست و یا از سبب عسرت و فقر باشد و میسر نشود رواست۔
ذکر فوطہ بستن:

در فوطہ بستن

چون جامہ نطوع کردن

و در فوطہ بستن آنحضرت ﷺ بر کمر اختلاف است و بر قیص فوطہ بستن مکروه است کہ آنحضرت ﷺ عتہ اند و در حرب و در غزا و سفر کمر بستن ممنوع نیست چہ بر جامہ و چہ بر پیراہن و فی "الروضة" چون جامہ نطوع کند یا پوشد در ایام مبارک کند چنانچہ در خبر است: "مَنْ قَطَعَ الثَّوْبَ فِي يَوْمِ الْأَحَدِ، أَصَابَهُ الْعَمَلُ وَلَمْ يَكُنْ مُبَارَكًا، وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ كَانَ مُبَارَكًا، وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمِ الثَّلَاثِ سَرَفَهُ السَّارِقُ، أَوْ أَغْرَقَهُ الْمَاءُ أَوْ أَخْرَقَهُ النَّارُ وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمِ الْأَرْبَعَاءِ وَسَعَهُ اللَّهُ فِي الرِّزْقِ، وَلَمْ يَنْعَثْ مُشَقَّةَ إِلَهِهِ، وَيَكُونُ لَهُ السَّيْفِيَّةُ، وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمِ الْخَمِيسِ يَرْزُقُهُ اللَّهُ الْعِلْمَ وَدَسَعَ رِزْقَهُ وَيُكْرِمُهُ عِنْدَ النَّاسِ، وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ يَطْوِلُ الْعُمُرُ وَيَزِيدُ ذَوْلَتُهُ، وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمِ السَّبْتِ يَكُونُ مَرِيضًا مَا دَامَ الثَّوْبُ فِي يَدَيْهِ"۔ و در "زاد المتورعين" مذکور است کہ ایں قول از اقوال علی است کرم اللہ وجہہ و بحديث ثابت شدہ اما در حديث ہمیں قد رست کہ جامہ نو شب جمعہ یا روز جمعہ بیت نماز جمعہ پوشد و در عیدین جامہ نو پوشد اگر میسر آید کہ بر کتی و یمنی و حرمتی دارد و سنت است کہ ہر کہ جامہ نو پوشد او را مبارک باید گفت کہ در آنجامہ اورا بخیر و سرورے باشد بفضل اللہ تعالیٰ و ببلطفہ و بکرمہ و فی "الروضة" چون کسے جامہ نو پوشیدہ بار سورة ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ﴾ بخواند و بر آب دمد و آل آب بر جامہ زدہ برکت باشد و جامہ بیت نماز پوشد و بعد از پوشیدن جامہ نو دو (۲) رکعت نماز بگذارد و شکرانہ آل و بعدہ این دعا بخواند: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي

كشف الالتباس في استحباب اللباس

بِهِ عَوْرَتِي وَاتَّجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ^(١) وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ ^(٢) وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَبِرَحْمَتِهِ تَصْلُحُ

(١) أخرجه الحاكم في المستدرک على الصحيحين برقم: ٧٤، و الترمذی فی سننه برقم: ٣٥٦٠، فی کتاب (٤٩) الدعوات و باب (١٠٨)، و ابن ماجه فی سننه، برقم: ٣٥٥٧، فی کتاب (٣٢) اللباس، باب (٢) ما يقول الرجل إذا لبس ثوباً جديداً، و الدارمی فی سننه برقم: ٢٦٩٠، فی باب ما يقول إذا لبس ثوباً جديداً، و ابن ماجه فی سننه برقم: ٣٥٥٧، فی کتاب (٣٢) اللباس، باب (٢) ما يقول الرجل إذا لبس ثوباً جديداً، و ابن أبي شيبة فی مصنفه، برقم: ٢٥٠٨٠، فی کتاب (١٨) اللباس و الزينة، باب (٥٤) ما يقول الرجل إذا لبس الثوب الجديد، و برقم: ٢٩٧٤٤، فی کتاب (٢١) الدعاء، باب (١٤٤) ما يدعو به الرجل و يؤمر به إذا لبس الثوب الجديد، و أحمد فی مسنده برقم: ٣٠٥، و أبي يعلى فی مسنده برقم: ٣٢٧، و عبد بن حميد فی مسنده برقم: ١٨، و البيهقي فی شعب الإيمان برقم: ٦٢٨٦، فی باب (٤٠) الملابس والأواني، فصل فيما يقول إذا لبس ثوباً، و المنذرى فی الترغيب والترهيب برقم: ٣٧، و الهنادي السري الكوفي فی الزهد برقم: ٦٥٦، فی باب الكسوة فی الله، و المعزى فی تهذيب الكمال برقم: ٧٥٥٢، و الواسطي فی تاريخ واسط فی ما يقول من لبس ثوباً جديداً، و الزهري فی الطبقات الكبرى فی ذكر قناعته ﷺ بشويه و لباسه القميص الخ، و ابن الجوزي فی الحل المتناهية برقم: ١١٣٠، فی کتاب اللباس، حديث فيما يقال ثم لبس الثوب الجديد، و أحمد فی فضائل الصحابة ﷺ لابن حنبل برقم: ٩٠٣.

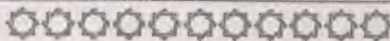
قال السندي: "أورى به عورتي" من المواراة، أى أستر به. "أتجمل": أى أزين وأتحسن. "أخلق": أى يلى. "ألقى": ألقاه عن بدنه. "كنف الله": أى حرزه وستره. وهو الجانب والظل والناحية.

(٢) أخرجه الحاكم في المستدرک على الصحيحين برقم: ٧٤٠٩، و أبو داود فی سننه برقم: ٤٠٢٣، فی کتاب (٢٦) اللباس، و باب (١)، و الطبراني فی مسند الشاميين برقم: ٢٤٢، و أبو يعلى فی مسنده برقم: ١٤٨٨، ١٤٩٨، و الطبراني فی الكبير، برقم: ٣٨٩ (٢٠/١٨١)، و البيهقي فی شعب الإيمان برقم: ٦٢٨٥، فی باب (٤٠) فی الملابس والأواني، فصل فيما يقول إذا لبس ثوباً، و المنذرى فی الترغيب والترهيب برقم: ٣٦، و البخارى فی التاريخ الكبير برقم:

الْفَاسِدَاتِ وَتَنْزِيلُ الْبَرَكَاتِ^(۱) الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ ثَوْبًا مُبَارَكًا
أَشْكُرُ فِيهِ نِعْمَتَكَ وَأَحْسِنُ فِيهِ عِبَادَتَكَ، وَأَعْمَلُ فِيهِ بِطَاعَتِكَ وَأَسْتَعِينُ بِاللَّهِ التَّجَيُّ
إِلَى اللَّهِ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ اسْتِيلَاءِ النَّفْسِ بِقَلِيلٍ وَتَكْبِيرِ اللَّهِ إِلَيْنِي أَطْلُبُ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ
وَالْمُعَافَاةَ وَالنُّقَى فِي الدِّينِ وَالْدُنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتَّقَى وَالْعِفَّةَ
وَالنَّغَى وَالتَّوْفِيقَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى هُنَزُ جَامِدٍ وَرُگَرْدَنِ اَوْزُسِيدِهِ بِأَشَدِّكُمْ هَمًّا لَنَا بِأَنْ اَوْغَوْشُونَدُو
سَقَتِ سَتِ كَدَوَقْتِ كِه جَامِدِ اَزْ وَجُودِ فَرُو آ رُو پِچِد وَتِه كَنَدِ وَگِهْدَارُو اَگَرْنِه شَيْطَانِ اَوْرَامِ پُوشِدِ وَمُوزِه
رَانِيزِ بِحَافِظَتِ گِهْدَارُو دَوَقْتِ پُوشِدِنِ لِبَاسِ تَوَاوُلِ تَعُوذِ وَتَسْمِيَةِ گُویِدِ اَگَر سُورَةُ فَاتِحِه نَخَوَانْدِه سَهْ مَرْتَبِهْ یَا
هَمَّتِ مَرْتَبِهْ بِهَکَامِ پُوشِدِنِ جَامِدِ تَوِیَا وَتَارِ تَوِیَا رِدَا سَ تَوِیَا مُوزِه تَوِیَا دَرِ بَدَنِ پُوشِنْدِه جَامِدِ سُرُورِ پیدَا شُودُو بِا
صَحْتِ وَعَافِیَتِ بِنَامِدِ مَرَضِ بِرَطَرَفِ شُودُو اَگَر دِیُونِ بِأَشَدِّ اَوَادِ اَشُودُو زُو دَرِ جَامِدِ دِیگَرِ نِيزِ مِیْسَرِ شُودِ
وَبَیَادِ کِه جَامِدِ کِهْنِه بَقِیْرِ وَتَسْکِیْنِ وَهَدُو یَا بَیْلِ وَعِیَالِ خُودِ بِنَحْنِدِ اَگَر سَتَقِ بِأَشَدِّ کِه دَرِیْنِ اَجْرِ بَیْسَارِ وَثَوَابِ
مِیثَارِ اسْتِ-اللَّهُ أَكْبَرُ-وَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ
أَجْمَعِينَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ.

(۱) ما یجد الفقیر هذا الدعاء کله فی کتب الأحادیث إلا بلفظ "الحمد لله الذی بنعمته تتم
الصلوات"، وأخرجه ابن أبی شیبة فی مصنفه برقم: ۲۹۵۴۵، فی کتاب (۲۱) الدعاء، باب ما
یدعو إذا رأى أمر یعجبه، والحاکم فی المستدرک علی الصحیحین برقم: ۱۸۴۰، والکنانی فی
مصباح الزجاجة فی باب فضل الحامدین، و ابن ماجه فی سننه برقم: ۳۸۰۳، فی کتاب (۳۳)
الأدب، باب (۵۵) فضل الحامدین، و الطبرانی فی الأوسط برقم: ۶۶۶۳، و البزار فی
مسنده (۲۰۱): برقم: ۵۳۳، و السیوطی فی الجامع الصغیر برقم: ۵۹، ۲۳۲، و البیهقی فی شعب
الإیمان برقم: ۴۳۷۵ فی باب (۳۳) تعدید نعم الله ﷻ وشکرها.

(وَقَدْ تَمَّ تَخْرِیجُ الْأَحَادِثِ عَلَى "كَشْفِ الْاَلْتِبَاسِ فِي اسْتِحْبَابِ اللَّبَاسِ" وَاللَّهُ أَمْلُ أَنْ یَتَقَبَّلَ مِنِّی
هَذَا سَعِیٌّ وَیَرْزُقَنی وَلَوْلَا دِی وَأَسَاتَذَتِی وَایَاك وَجَمِیعَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، رِضَاً وَشَفَاعَةً
حَبِیبِیهِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ ﷺ آمِیْنِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَیْرِ خَلْقِهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ
أَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، مُحَمَّدٌ فَرَحَانِ الْقَادِرِی الرِّضَوِی الْعَطَارِی عَفِی عَنْهُ)



۳۸۹

بسم الله الرحمن الرحيم

مآخذ تخريج الأحاديث ومراجعها

- ١- الجامع لمعمر بن راشد للإمام معمر بن راشد الأزرى المتوفى ١٥١هـ
- ٢- المؤطا للإمام مالك بن أنس رحمه الله المتوفى ١٧٩هـ
- ٣- مسند الطلياسي للإمام أبي داود سليمان بن داود الفارسي البصري الطلياسي المتوفى ٢٠٤هـ
- ٤- مسند الحميدي للإمام أبي بكر عبد الله بن الزبير الحميدي المتوفى ٢١٩هـ
- ٥- الطبقات الكبرى للإمام أبي عبد الله محمد بن سعد بن منيع البصري الزهري المتوفى ٢٣٠هـ
- ٦- مسند ابن الجعد للإمام أبي الحسن علي بن الجعد بن عبيد الجوهري البغدادي المتوفى ٢٣٠هـ
- ٧- مصنف ابن أبي شيبة للإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي المتوفى ٢٣٥هـ
- ٨- مسند إسحاق بن راهوية للإمام إسحاق بن إبراهيم بن مخلد الحنظلي المروزي المتوفى ٢٣٨هـ
- ٩- المسند للإمام أبي عبد الله أحمد بن حنبل الشيباني المتوفى ٢٤١هـ
- ١٠- فضائل الصحابة رحمهم الله للإمام أبي عبد الله أحمد بن حنبل الشيباني المتوفى ٢٤١هـ
- ١١- كتاب الزهد للإمام هناد بن السري الكوفي المتوفى ٢٤٣هـ
- ١٢- مسند عبد بن حميد للإمام أبي محمد عبد بن حميد بن نصر الكسي المتوفى ٢٤٩هـ
- ١٣- سنن الدارمي للإمام أبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي المتوفى ٢٥٥هـ
- ١٤- صحيح البخاري للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري المتوفى ٢٥٦هـ

مآخذ تخريج الأحاديث ومراجعها

- ١٥- التاريخ الكبير للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخارى المتوفى ٢٥٦هـ
- ١٦- صحيح مسلم للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري المتوفى ٢٦١هـ
- ١٧- سنن ابن ماجه للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد ابن ماجه المتوفى ٢٧٥هـ
- ١٨- سنن أبي داود للإمام أبي داود سليمان بن أشعث المتوفى ٢٧٥هـ
- ١٩- سنن الترمذى للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى الترمذى المتوفى ٢٧٩هـ
- ٢٠- الشمائل المحمدية للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى الترمذى المتوفى ٢٧٩هـ
- ٢١- الأحاد والمثاني للإمام أبي بكر أحمد بن عمرو بن الضحاك الشيباني المتوفى ٢٨٧هـ
- ٢٢- السنة لعبد الله بن أحمد للإمام عبد الله بن أحمد بن حنبل الشيباني المتوفى ٢٩٠هـ
- ٢٣- تاريخ واسط للإمام أسلم بن سهل الرزار الواسطي المتوفى ٢٩٢هـ
- ٢٤- السنن الكبرى للإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي المتوفى ٣٠٣هـ
- ٢٥- السنن المجتبى للإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي المتوفى ٣٠٣هـ
- ٢٦- مسند أبي يعلى للإمام أحمد بن على بن المشي الموصلى التميمي المتوفى ٣٠٧هـ
- ٢٧- صحيح ابن خزيمة للإمام أبي بكر أحمد بن إسحاق بن خزيمة السلمى النيسابوري المتوفى ٣١١هـ
- ٢٨- مسند أبي عوانة للإمام أبي عوانة يعقوب بن إسحاق الأسفرائيني المتوفى ٣١٦هـ

مآخذ تخريج الأحاديث ومراجعها

- ٢٩- شرح معاني الآثار للإمام أبي جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الطحطاوي المتوفى ٥٣٢١ هـ
- ٣٠- صحيح ابن حبان للإمام أبي حاتم محمد بن حبان بن أحمد التميمي البستي المتوفى ٥٣٥٤ هـ
- ٣١- المعجروحين للإمام أبي حاتم محمد بن حبان بن أحمد التميمي البستي المتوفى ٥٣٥٤ هـ
- ٣٢- المعجم الكبير للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني المتوفى ٥٣٦٠ هـ
- ٣٣- المعجم الأوسط للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني المتوفى ٥٣٦٠ هـ
- ٣٤- مسند الشاميين للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني المتوفى ٥٣٦٠ هـ
- ٣٥- الكامل في ضعفاء الرجال للإمام أبي أحمد عبد الله بن عدى بن عبد الله بن محمد الجرجاني المتوفى ٥٣٦٥ هـ
- ٣٦- طبقات المحدّثين بأصبهان للإمام أبي محمد عبد الله بن محمد بن جعفر بن حبان الأنصاري المتوفى ٥٣٦٩ هـ
- ٣٧- المستدرک على الصحيحين للإمام أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري المتوفى ٤٠٥ هـ
- ٣٨- حلية الأولياء للإمام أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني المتوفى ٤٣٠ هـ
- ٣٩- المحلى للإمام أبي محمد على بن أحمد بن سعيد بن حزم الظاهري المتوفى ٤٥٦ هـ
- ٤٠- السنن الكبرى للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي بن موسى البيهقي المتوفى ٤٥٨ هـ
- ٤١- الآداب للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي بن موسى البيهقي المتوفى ٤٥٨ هـ

مأخذ تخريج الأحاديث ومراجعها

- ٤٢- شُعَبُ الْإِيمَان للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين
بن علي بن موسى البيهقي المتوفى ٥٤٥٨ هـ
- ٤٣- التمهيد لابن عبد البر للإمام عمر يوسف بن عبد الله
بن عبد البر النمرى المتوفى ٥٤٦٣ هـ
- ٤٤- التعديل والتجريح للإمام أبي الوليد سليمان بن خلف
بن سعد الباجي المتوفى ٥٤٧٤ هـ
- ٤٥- تذكرة الحفاظ للإمام محمد بن طاهر القيسراني المتوفى ٥٥٠٧ هـ
- ٤٦- شرح السنة للإمام حسين بن مسعود البغوي المتوفى ٥٥١٦ هـ
- ٤٧- العلل المتناهية للإمام عبد الرحمن بن علي
بن الجوزي المتوفى ٥٥٩٧ هـ
- ٤٨- الترغيب والترهيب للإمام أبي محمد عبد العظيم بن
عبد القوي المنذرى المتوفى ٦٥٦ هـ
- ٤٩- تفسير القرطبي للإمام أبي عبد الله محمد بن أحمد
بن أبي بكر بن فرح القرطبي المتوفى ٦٧١ هـ
- ٥٠- تهذيب الكمال للإمام أبي الحجاج يوسف بن
الزكي عبد الرحمن المزى المتوفى ٧٤٢ هـ
- ٥١- حاشية ابن القيم للإمام أبي عبد الله محمد بن
أبي بكر أيوب الزرعي المتوفى ٧٥١ هـ
- ٥٢- نصب الراية للإمام أبي محمد عبد الله بن
يوسف الحنفى الزيلعي المتوفى ٧٦٢ هـ
- ٥٣- خلاصة البدر المنير للإمام عمر بن علي بن الملقن الأنصارى المتوفى ٨٠٤ هـ
- ٥٤- مجمع الزوائد للإمام علي بن أبي بكر الهيثمي المتوفى ٨٠٧ هـ
- ٥٥- موارد الظمان للإمام أبي الحسن علي بن أبي
بكر الهيثمي المتوفى ٨٠٧ هـ
- ٥٦- مصباح الزجاجة للإمام أحمد بن أبي بكر بن
إسماعيل الكنانى المتوفى ٨٤٠ هـ

مآخذ تخريج الأحاديث ومراجعها

- ٥٧- تلخيص الجبير للإمام أبو الفضل أحمد بن علي
المتوفى ٥٨٥٢ بن حجر العسقلاني الشافعي
- ٥٨- الإصابة للإمام أبو الفضل أحمد بن علي
المتوفى ٥٨٥٢ بن حجر العسقلاني الشافعي
- ٥٩- الدراية في تخريج أحاديث الهداية للإمام أبو الفضل أحمد بن علي
المتوفى ٥٨٥٢ بن حجر العسقلاني الشافعي
- ٦٠- الديباج للإمام جلال الدين أبي الفضل
عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي المتوفى ٩١١ هـ
- ٦١- الجامع الصغير للإمام جلال الدين أبي الفضل
عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي المتوفى ٩١١ هـ
- ٦٢- التدوين في أخبار قزوين لعبد الكريم بن محمد الراعي القزويني

دار الطباعة

المطبعة البغدادية

Rizvia Grafix: +92-300-9289355

qadri26@cyber.net.pk

فروع اہلسنت کے لئے..... امام اہلسنت کا دس نکاتی پروگرام

- ۱۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔
 - ۲۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔
 - ۳۔ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔
 - ۴۔ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔
 - ۵۔ ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلانے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و عطاء و مناظر اشاعت دین و مذہب کریں۔
 - ۶۔ حمایت مذہب و رد بد مذہبوں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔
 - ۷۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف شدہ رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔
 - ۸۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے وعظ یا مناظرہ یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔
 - ۹۔ جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر رکھ کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔
 - ۱۰۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیعت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔
- حدیث کا ارشاد ہے کہ ”آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا“ اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و صدوق ﷺ کا کلام ہے۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کی سرگرمیاں

ہفت واری اجتماع:-

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام ہر پیر کو بعد نمازِ عشاء تقریباً ۱۰ بجے رات کو نور مسجد کاغذی بازار کراچی میں ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس میں مقتدر و مختلف علمائے اہلسنت مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

مفت سلسلہ اشاعت:-

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علمائے اہلسنت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

مدارس حفظ و ناظرہ:-

جمعیت کے تحت رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی:-

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے تحت رات کے اوقات میں درس نظامی کی کلاسیں بھی لگائی جاتی ہیں جس میں کم از کم ابتدائی پانچ درجوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری:-

جمعیت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علمائے اہلسنت کی کتابیں مطالعہ کے لیے اور کیسٹیں سماعت کے لیے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔